وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ

خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

خاص اللہ ۲ اور رسول اور قرابت والوں ۳ اور یتیموں اور

الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

محتاجوں ۴ اور مسافروں کا ہے ۵ اگر تم ایمان لائے ہو ۶ اللہ پر

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى

اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا ۷ جس دن دونوں فوجیں

الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ

ملی تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۸ جب تم نالے کے

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى

اس کنارے تھے اور کافر پرلے کنارے اور قافلہ تم

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

سے ترائی میں ۹ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور

الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا

وقت پر برابر نہ پہنچتے ۱۰ لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْۢ

۱۱ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جئے دلیل سے

بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ

جئے ۱۲ اور بیشک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے ۱۳ جب کہ اے محبوب اللہ

فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ

تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا ۱۴ اور اے مسلمانو اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا

۱۔ جہاد میں جو مال کفار سے جبراً لیا جاوے وہ غنیمت ہے۔ تھوڑا ہو یا بہت' مال غنیمت کے کل پانچ حصے کیے جاتے ہیں۔ اس میں سے چار حصے مجاہدین کے ہیں۔ اور ایک حصے کے پھر پانچ حصے ہوتے ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا حصہ اللہ ہی کا حصہ ہے۔ اگر اللہ کے حصے سے مراد اور کوئی حصہ ہوتا جو علاوہ حضور کے حصے کے ہے تو چھ حصے بن جاتے ہیں پانچ نہ رہتے۔ غرضیکہ اس حصے کا اللہ کی طرف نسبت کرنا برکت کے لئے ہے۔ اور حضور کی طرف نسبت کرنا استحقاق کے لئے۔ اس سے حضور کا قرب الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار حضور کی زندگی میں تو قرابت کی وجہ سے اور حضور کی وفات کے بعد فقر اور مسکنت کی وجہ سے لیں گے۔ یعنی اس خمس میں بنی مطلب' بنی ہاشم وغیرہم مساکین کو دیا جاوے گا اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں اس خمس کے پھر پانچ حصے کئے جاتے تھے جن میں سے ایک حصہ یعنی کل غنیمت کا پچیسواں حصہ حضور کو اور ایک حصہ حضور کے اہل قرابت اور تین حصے فقراء و مساکین کے ہوتے تھے۔ حضور کی وفات کے بعد اہل قرابت کا حصہ فقراء و مساکین پر صرف ہو گا۔ اب وہ حصہ سادات فقراء کو ملے گا۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہی فرمان ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ حضور' محمد ابن عبداللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد المناف ہیں۔ عبد المناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم' مطلب' عبد شمس' نوفل' حضرت عثمان عبدالشمس کی اولاد میں تھے اور جبیر ابن مطعم نوفل کی اولاد میں۔ حضور نے خیبر کی غنیمت میں ان دونوں بزرگوں کو خمس میں سے کچھ نہ دیا تو ان صاحبوں نے وجہ پوچھی تو سرکار نے فرمایا کہ ہاشم و مطلب کی اولاد نے اسلام میں بڑا تعاون کیا۔ معلوم ہوا کہ محض قرابتداری استحقاق کا سبب نہیں نصرت سبب ہے۔ جو حضور کی وفات سے ختم ہو چکی ۵۔ مسافر اگرچہ اپنے گھر میں غنی ہو' مگر جب سفر میں اسے حاجت پڑ جاوے تو اسے بھی دیا جائے وہ مسافر خواہ اولاد رسول ہو یا اور مسلمان۔ خیال رہے کہ حضور کے ذی قربیٰ بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔ عبدالشمس اور نوفل کی اولاد اگرچہ قریش ہیں مگر اس خمس کے مستحق نہیں ۶۔ یہاں اِنْ شک و تردد کے لئے نہیں بلکہ اس سے کلام کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے۔ جیسے کوئی باپ اپنے فرمانبردار فرزند سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو ہمیشہ فرمانبرداری کرنا۔ کیونکہ صحابہ سچے مومن متقی بلکہ مومنوں کے سردار ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ ۷۔ یہاں یوم الفرقان سے مراد جنگ بدر کا دن ہے اور دو جماعتوں سے مراد مومن و کافر ہیں۔ بدر کا واقعہ سترہ رمضان ۲ھ میں ہوا۔ ۸۔ چنانچہ اس قدرت والے نے تم تھوڑوں اور کمزوروں کو بڑی جماعت کفار پر فتح دے دی۔ یہ اس کی قدرت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ ۹۔ یعنی بدر میں تم تو اس میدان کے قریبی کنارہ پر تھے جو مدینہ کی طرف ہے اور کفار دوسری جانب جو مکہ کی طرف ہے اور ابوسفیان کا قافلہ سمندر کے کنارے کنارے مسلمانوں سے تین میل کے فاصلے سے نکل گیا۔ گویا رب نے اس آیت میں جنگ کا نقشہ بتایا کہ اس طرح صف آرائی ہوئی۔ ۱۰۔ یعنی تم اور کفار اگر اول سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو تم ان کی زیادتی اور اپنی کمی دیکھ کر گھبرا جاتے اور وقت پر میدان میں نہ پہنچتے۔ مگر ہم چاہتے تھے کہ اچانک جنگ ہو جاوے اور دنیا فتح اسلام کا نظارہ کرلے ۱۱۔ اس لئے اس نے تم کو اور کفار مکہ کو بغیر پہلے طے کئے ہوئے بھڑا دیا اور پھر تم کو وہ فتح دی جو قیامت تک بطور یادگار قائم رہے گی ۱۲۔ یعنی بدر کا واقعہ دلیل حقانیت اسلام ہے۔ اب مومن آنکھوں دیکھ کر ایمان پر قائم رہے گا اور کافر دیکھ بھال کر صرف ضد و عناد سے کافر رہے گا۔ یہاں زندگی سے مراد

(بقیہ صفحہ ۲۸۹) ایمان ہے اور ہلاکت سے مراد کفر ہے ۱۳۔ اللہ سنتا تو سب کی ہے مگر مانتا سب کی نہیں۔ مانتا ان کی ہے جو رب کی مانتے ہیں۔ دیکھو جنگ بدر میں حضور نے فتح اسلام کی دعا مانگی۔ رب نے کیسی قبول فرمائی۔ ۱۴۔ حضور نے خواب میں ان کفار کو بہت تھوڑا دیکھا اور صحابہ کو وہ خواب سنائی تو ان کے دل مضبوط ہوئے خیال رہے کہ حضور کو صرف وہ کافر دکھائے گئے جو کفر پر مرنے والے تھے لہٰذا حضور کا خواب بالکل درست تھا۔ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر کے دن مسلمانوں کی آنکھ نے بھی کافروں کو تھوڑا ہی محسوس کیا۔

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ

توضرور تم بزدلی کرتے ۱ اور معاملہ میں جھگڑا ڈالتے ۲ مگر اللہ نے بچالیا ۳ بیشک

عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ

وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب لڑتے وقت تمہیں

الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ

کافر تھوڑے کرکے دکھائے اور تمہیں انکی نگاہوں میں تھوڑا کیا ۴ کہ

لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ۵ اور اللہ کی طرف سب کاموں کی

الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً

رجوع ہے ۶ اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو ۷

فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾

Page-290.bmp

تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو ۸ کہ تم مراد کو پہنچو ۹

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۱۰ اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی

وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی ۱۱ اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنیوالوں

الصّٰبِرِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ

کے ساتھ ہے ۱۲ اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے

دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ

اتراتے اور لوگوں کے دکھانے کو ۱۳ اور اللہ کی راہ

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۴۷﴾

سے روکتے ۱۴ اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں ۱۵

ع ۵

۱۔ یعنی تم میں کوئی جنگ کی رائے دیتا' کوئی اس کے خلاف' معلوم ہوا کہ اختلاف اگرچہ پیغمبر سے ہو کفر نہیں' نہ مذموم ہے۔ اطاعت حکم کی ضروری ہے ۲۔ تم کو بزدلی اور اختلاف رائے سے بچالیا۔ یہ تھوڑا دکھانے کی حکمت کا بیان ہے۔ ۳۔ چنانچہ مسلمانوں کو ایسا معلوم ہوا کہ کافر ستر یا اس سے بھی کم ہیں اور ابوجہل وغیرہ کفار کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان دس بیس سے زیادہ نہیں۔ اگر مسلمان کفار کی نگاہ میں زیادہ دکھائی دیتے تو وہ بغیر جنگ کئے بھاگ جاتے اور اسلام کی شوکت ظاہر نہ ہوتی۔ پھر جنگ شروع ہو چکنے کے بعد کفار کو مسلمان بہت ہی زیادہ نظر آنے لگے۔ جس سے ان پر رعب چھا گیا۔ سبحان اللہ ۴۔ اسلام کا غلبہ کفر کی مغلوبیت ۵۔ فتح و نصرت اس کی مدد سے ہے۔ لہٰذا آئندہ مسلمانو محض اسباب پر نظر نہ کرو۔ خالق اسباب پر توکل کرو۔ ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنگ کی دعا نہ کرو اور جب آپڑے تو بھاگو نہیں اور دشمن کو حقیر نہ جانو پوری تیار کرو ۷۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ زیادہ چاہیے ہاتھ میں تلوار ہو۔ منہ میں قرآن ہو۔ اسی طرح اس وقت اللہ رسول کی فرمانبرداری اشد ضروری ہے اور آپس کا اتفاق لازم ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں مومن کی فتح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ ثابت قدمی' رب کی یاد کی کثرت اور دل کا اخلاص' کہ ملک گیری کی نیت سے جہاد نہ ہو بلکہ محض اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔ جہاد میں نماز تو کیا جماعت نماز بھی حتی الامکان نہ چھوڑے۔ ایسے موقعہ کے لئے نماز خوف کی قرآن نے تعلیم دی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد چونکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ اس لئے اس میں نام و نمود کا دخل نہ ہو' صرف دین اسلام کی حفاظت کی نیت ہو اور فخر و تکبر نہ ہو۔ ہاں کفار کے سامنے بہادری کی باتیں کرنا فخر نہیں۔ بلکہ بہتر ہے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آپس کے جھگڑے کمزوری کا سبب ہیں۔ دوسرے یہ کہ نااتفاقی دور کرنے کے لئے اللہ رسول کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس سے اتفاق نصیب ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ میں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی ہوا بھیجتا ہے۔ یعنی صبا۔ اگر ان ہدایتوں پر عمل نہ ہو تو وہ ہوا نہ آئے گی۔ (روح البیان) یا ہوا جانے سے مراد ہے اپنی ہیبت کا اٹھ جانا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں تو ہر حال میں اللہ رسول کی فرمانبرداری ضروری ہے لیکن جہاد میں زیادہ ضروری ہے تاکہ اس کی برکت سے فتح نصیب ہو۔ اس لئے عین جنگ میں خطرے کے وقت بھی جماعت معاف نہیں بلکہ وہاں نماز خوف پڑھی جاوے جس کا ذکر قرآن شریف میں گذر چکا۔ ان پر افسوس ہے جو بلاوجہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۱۲۔ شان نزول۔ یہ آیت ان کفار قریش کے متعلق آئی جو گھمنڈو غرور کرتے ہوئے بدر میں آئے یہاں تک کہ ابوسفیان نے ابوجہل کو کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ بخیریت پہنچ گیا اب واپس آجاؤ مگر وہ نہ مانا آخر کار یہ سب جنگ میں مارے گئے۔ اے مسلمانو! اس سے عبرت پکڑو اور جہاد میں فخر نہ کرو ۱۳۔ یعنی کفار تو اللہ

(بقیہ صفحہ ۲۹۰) رسول سے روکنے کے لئے جنگ کو آتے ہیں، تم اللہ رسول کا نام بلند کرتے ہوئے جہاد میں شرکت کرو تاکہ تمہاری اور ان کی جنگ کی نوعیت میں فرق ہو ۱۴۔ لہٰذا کفار کو ان کے ہر عمل بد کی سزا دی جاوے گی۔ کسی کو دنیا میں بھی اور سب کو آخرت میں۔ خیال رہے کہ کفار شرعی احکام کے دنیا میں مکلف نہیں۔ مگر آخرت میں عذاب کے متعلق مکلف ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ کفار عرب نے حضور کی مخالفت میں جو حرکتیں کیں شیطان نے شکل انسانی میں آکر ان سب کی بہت تعریف کی اور اس پر انہیں قائم رہنے کی رغبت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ہمارے عیبوں کی تعریف کرے یا ہم کو گناہوں کی رغبت دے وہ شیطان ہے۔ اگرچہ شکل انسانی میں ہو ۲۔ جنگ بدر کے دن ابلیس سراقہ بن مالک سردار بنی کنانہ کی شکل میں شیاطین کی جماعت لئے ہوئے کفار عرب کے پاس آیا اور کہا کہ تم بے فکر رہو بنی کنانہ سے تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ میں اور میری یہ ساری جماعت تمہارے ساتھ ہے۔ جنگ جب شروع ہوئی تو اس کا ہاتھ حارث ابن ہشام کے ہاتھ میں تھا۔ اس مردود نے جب فرشتے اترتے دیکھے تو اپنا ہاتھ حارث کے ہاتھ سے چھڑا کر بھاگنے لگا۔ حارث نے پکارا کہ کہاں جاتا ہے وہ بولا جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے دوست انسان کو مصیبت میں پھنسا کر الگ ہٹ جاتے ہیں اس لئے ان کی پیروی نہ چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان انسان وغیرہ کی شکل میں نمودار ہو سکتا ہے۔ یہی طاقت فرشتوں میں بھی ہے مگر وہ نوری ہیں یہ ناری ہے ۳۔ میں تو تم کو یہاں تک پہنچانے آیا تھا۔ اب تم جانو اور مسلمان۔ یہ میدان جنگ ہے اور یہ تم اور وہ ۴۔ معلوم ہوا کہ خدا کا ہر خوف ایمان کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ وہ خوف جو اطاعت پیدا کرے۔ قدرت کا خوف تو شیطان کو بھی ہے ۵۔ منافقین اور کچھ ضعیف الاعتقاد نو مسلم جب میدان بدر میں پہنچے اور انہوں نے کفار کی کثرت اور ان کے سامان جنگ کی فراوانی دیکھی تو ڈر گئے اور مرتد ہو کر یہ بولے ۶۔ یعنی ان مسلمانوں کو اسلام پر اتنا ناز ہے کہ اتنے تھوڑے اور بے سامان ایسی بڑی جماعت کے مقابلے میں آگئے۔ ۷۔ یہ کلام رب کا ہے جو ان مرتدین کی تردید میں ارشاد ہوا۔ ۸۔ یہاں لو تری میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے اور کفار سے وہ سارے کافر مراد ہیں جو بدر میں مارے گئے۔ ملائکہ سے مراد حضرت عزرائیل اور ان کے تمام خدام فرشتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب جان نکالتے ہیں۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ مرتے وقت ملائکہ کی مار کفار کے لئے بطور عذاب ہے۔ مومن اس سے محفوظ ہے مومن کا اس وقت فرشتے احترام بھی کرتے ہیں اور نرمی بھی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مرتے وقت بھی اور قبر میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے۔ مگر دوزخ میں داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ لہٰذا اس سے عذاب قبر کا ثبوت ہو سکتا ہے اور بھی کئی آیتوں سے اس کا ثبوت ہے۔ ۱۱۔ یعنی عذاب قبر تمہارے بد عملوں کا نتیجہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والا چغل خور اس عذاب میں گرفتار ہو گا۔ ایسے ہی مسجد میں روشنی کرنے سے قبر میں نور ہوتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبعین کو بھی آل کہتے ہیں۔ فرعون لاولد تھا۔ اور اپنی پولیس اور فوج سے ظلم کراتا تھا۔ اس فوج کو آل فرعون کہا گیا۔ لہٰذا اس معنی سے حضور کے سارے صحابہ بلکہ ساری امت آل رسول ہے۔ آل کے یہ معنی ایسے عام ہیں کہ اس میں اہل بیت، صحابہ اور ساری امت شامل ہے۔

وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ

اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھلائے ۱ اور بولا آج تم پر

لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا

کوئی شخص غالب آنے والا نہیں ۲ اور تم میری پناہ میں ہو تو جب

تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ

دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے

بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ

الگ ہوں ۳ میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا

اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

ہوں ۴ اور اللہ کا عذاب سخت ہے جب کہتے تھے منافق

وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ

اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے ۵ کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں ۶

وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۴۹﴾

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۷

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ

اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں ۸

یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

مار رہے ہیں ان کے منہ پر اور ان کی پیٹھ پر ۹ اور چکھو آگ کا

الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

عذاب ۱۰ یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ

لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۱ جیسے فرعون والوں ۱۲

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ

اور ان سے اگلوں کا دستور وہ اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے تو اللہ نے انہیں انکے

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾

گناہوں پر پکڑا ۱ بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى

یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں

قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

جب تک وہ خود نہ بدل جائیں ۲ اور بیشک اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

جانتا ہے ۳ جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور ۴

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾

ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے ۵

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾ ښ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ

اور ایمان نہیں لاتے ۶ وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا

ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ

پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور

لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

ڈرتے نہیں ۷ تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا

ا۔ دنیا میں عذاب بھیج کر، قبر میں اور حشر میں سخت عذاب میں گرفتار کر کے۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ کفار کے انکار سے ملول نہ ہوں۔ ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ ۲۔ کفار مکہ کو اللہ نے امن' گھر بیٹھے روزی' عزت عطا فرمائی۔ آخر میں نبی آخر الزمان کو ان میں بھیجا۔ جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ انہوں نے ان نعمتوں کی ناقدری ہی کی' بت پرستی' بد عملی' حضور کی مخالفت کی تو رب نے ان سے امن' روزی سب کچھ چھین لیا۔ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ ناشکری سے عذاب آتا ہے۔ ۳۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اس آیت کا بھی منشا یہ ہے کہ رب تعالیٰ کسی قوم سے اپنی دی ہوئی نعمتیں نہیں چھینتا تاوقتیکہ وہ قوم اپنا حال خود نہ بدل لے کہ فرمانبرداری چھوڑ کر نافرمانی کرنے لگے۔ یہ مطلب نہیں کہ کسی قوم کو بغیر اس کے نیک اعمال کئے نعمت نہیں دیتا۔ اس کا کرم ہماری قابلیت پر موقوف نہیں' بلکہ اس کا عذاب ہماری بدکاریوں کی بنا پر ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

؎

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست

مکہ معظمہ والوں کو صدہا نعمتوں سے نوازا۔ پہلے سے وہ کونسی نیکیاں کرتے تھے۔ حضرت مریم کو پیدائشی ولی' حضرت آدم کو پیدائشی نبی و مسجود ملائکہ بنا دیا۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ فرعون سے اگلی قومیں قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ ان سب کو اللہ نے بے بہا نعمتیں بخشی تھیں مگر ناشکری کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کے تاریخی حالات پڑھنا عبرت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح قصص اولیاء کا مطالعہ کرنا تاکہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو بہت اچھا ہے۔ رب تعالیٰ نے اسی لئے ہر طرح کے قصے قرآن شریف میں بیان کئے ۵۔ اگرچہ فرعونی لوگ سخت ظالم تھے اور اس کے ماتحت اس سے کم' مگر عذاب سب پر آیا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار جانور ہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ کوئی جانور کفر نہیں کرتا۔ کوئی بت پرستی نہیں کرتا حالانکہ وہ بے عقل ہے اور یہ عاقل ہو کر رب کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس لئے کافر انسان کو عذاب ہو گا۔ جانوروں کو نہیں ہو گا ۷۔ شان نزول۔ یہ آیات یہود مدینہ بنی قریظہ کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر صلح فرمائی تھی کہ نہ حضور سے جنگ کریں نہ جنگ کرنے والوں کی مدد کریں۔ مگر انہوں نے مشرکین مکہ کی ایک جنگ کے موقعہ پر حضور کے مقابلہ میں مدد کی۔ بعد میں کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ پھر عہد کیا۔ لیکن بعد میں پھر کفار کی مدد کی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اول کفر ہی بڑا عیب ہے لیکن جب اس کے ساتھ بدعہدی بھی ہو تو اور بھی سخت ترین عیب ہے۔ مومن پر بھی اپنا عہد پورا کرنا لازم ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــُٔوْلًا

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

قتل کرو جس سے ان کے پسماندوں کو بھگاؤ لہ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ

اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا

پھینک دو برابری پر ؔ بیشک دغا والے اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ؔ بیشک وہ عاجز نہیں کرتے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ

اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے ؔ اور جتنے

رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ

دشمن ہیں ؔ اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے ؔ اللہ

يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ

انہیں جانتا ہے ؔ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ

تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے ؔ اور اگر

جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ

بے شک وہی ہے سنتا جانتا ؔ اور اگر وہ تمہیں فریب

ع ۲

ا۔ اس طرح کہ انہیں آئندہ تم سے لڑنے کی ہمت نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ہروہ جائز طریقہ استعمال کرنا درست ہے۔ جو کفار کی ہمت توڑے۔ ان کے جانور ہلاک کرنا' ان کے باغات و کھیتوں میں آگ لگانا' ان کی جائیدادوں کو برباد کرنا وغیرہ۔ بچوں' عورتوں کا قتل شریعت میں جائز نہیں۔ ۲۔ یعنی اگر تم نے کسی کافر قوم سے معاہدہ کیا تھا۔ مگر علامات اور قرینوں سے پتہ لگا کہ یہ لوگ عہد شکنی کریں گے۔ تو اولاً انہیں اطلاع دے دو کہ فلاں تاریخ ہم تم پر حملہ کریں گے پھر حملہ کر دو۔ غرضیکہ سانپ کے کاٹنے سے پہلے اس کا سر کچل دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں بغیر اطلاع دیئے حملہ کر دینا جائز نہیں کیونکہ یہ بدعہدی ہے۔ ۳۔ یعنی جو کفار جنگ بدر سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے وہ اپنے کو ہماری قدرت اور پکڑ سے باہر نہ سمجھیں۔ ہم ہر طرح پکڑنے پر قادر ہیں۔ جو بیمار اچھا ہو جائے جو مصیبت زدہ آفت سے نکل جائے۔ وہ اپنے کو اللہ کی پکڑ سے باہر نہ جانے۔ اس آیت سے عبرت ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے اور جہاد کی طرح حسب موقع فرض ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کے اسباب عبادت ہیں اور گناہ کے اسباب جمع کرنا گناہ۔ حج فرض کے لئے سفر کرنا فرض۔ چوری کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ تیاری جہاد کرنے والا مجاہد کی طرح حساب قبر سے محفوظ ہو گا اور قیامت میں انشاء اللہ مجاہدین کے ساتھ اٹھے گا۔ بلکہ جہاد کی صحیح تمنا بھی عبادت ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو ڈرانا دھمکانا اپنی قوت دکھانا بہادری کی باتیں کرنا جائز ہیں۔ حتیٰ کہ غازی اپنی سفید ڈاڑھی کو سیاہ کر سکتا ہے۔ کافروں کے دل میں رعب ڈالنے کے لئے ویسے سیاہ خضاب منع ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے پیارے بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کیونکہ وہ کفار اللہ کو تو اپنا رب مانتے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے۔ رب نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا۔ ۶۔ پھر صحابہ کرام بھی حضور کے بتا دینے سے منافقین کو پہچان گئے تھے حتیٰ کہ آج تک عبداللہ ابن ابی وغیرہ منافقت میں مشہور ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہارے دو دشمن ہیں۔ ایک کھلے یعنی کفار اور دوسرے چھپے ہوئے یعنی منافقین جنہیں تم اب تک نہیں پہچانتے۔ دونوں سے محتاط رہو۔ ۷۔ یعنی تمہاری آستینوں کے سانپ منافقین کہ کفار پر سختی کرنے سے ان پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس سے مراد کافر جنات بھی ہیں کیونکہ غازی کے گھوڑے کی آواز سے ان جنات کو خوف آتا ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے ۸۔ یعنی جہاد وغیرہ میں خرچ کرنا برباد نہ ہو گا۔ بلکہ اصل مع نفع واپس ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو جہادوں کی برکت سے غنی کر دیا۔ آخرت کا ثواب علاوہ ہے۔ ۹۔ یعنی ان سے صلح قبول کر لو۔ یہ حکم تب ہے جبکہ صلح میں مسلمانوں کا فائدہ ہو جیسا کہ قرائن سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ مشرکین و کفار سے صلح اور جزیہ لینا جائز ہے۔ مگر مرتدین سے صرف جنگ یا اسلام نہ ان سے صلح جائز نہ جزیہ۔ رب فرماتا ہے۔ تقاتلونهم او يسلمون .

ا۔ یعنی اگر کفار فریب دینے کے لئے صلح کی پیش کش کریں تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے فریب سے بچائے گا کہ تمہیں کسی طریقہ سے خبر دے دے گا ۲۔ بدر میں اللہ کی مدد تو وہ تھی جو فرشتوں کے ذریعے آئی اور مسلمانوں کی مدد وہ تھی جو مہاجرین و انصار کے ذریعے پہنچی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے اور یہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے خلاف نہیں عیسیٰ علیہ السلام نے مصیبت کے وقت فرمایا تھا۔ من انصاری الی اللہ ۳۔ یعنی انصار مدینہ کے دو گروہوں اوس و خزرج کے درمیان صدیوں سے ایسی عداوتیں پڑی ہوئی تھیں کہ کسی تدبیر سے دور نہ ہو سکتی تھیں۔ تمہاری برکت سے اللہ نے ان کے سینے کینہ سے پاک و صاف فرما

يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ

دیا چاہیں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے ۱ وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا

بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ

اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا ۲ اور ان کے دلوں میں میل کر دیا

لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ

اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل

بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ

نہ ملا سکتے ۳ لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے ۴ بیشک وہی ہے غالب

حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ

حکمت والا اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ

مسلمان تمہارے پیرو ہوئے ۵ اے غیب کی خبریں بتانے والے مسلمانوں کو جہاد

عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

کی ترغیب دو ۶ اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے

یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا

دو سو پر غالب ہوں گے ۷ اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں

اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾

کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ۸

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ

اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی اور اسے علم ہے کہ تم

ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا

کمزور ہو ۹ تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب

دیئے۔ یہ آپ کا خاص معجزہ ہے۔ معلوم ہوا کہ آپس کا اتفاق رب کی نعمت ہے۔ ۴۔ اے محبوب تمہارے ذریعہ' خیال رہے کہ دریا کا رخ پھیر دینا۔ پہاڑ جگہ سے ہٹا دینا آسان ہے۔ مگر بگڑی قوم کو بنانا۔ بچھڑوں کو ملانا بہت مشکل ہے۔ یہ کام حضور نے مدینہ منورہ آتے ہی کر دکھایا۔ اور صرف دس سال کی تھوڑی مدت میں عرب جیسے بگڑوں کو بنا دیا۔ شعر

بد خلق جو تھے وہ نیک ہوئے' لڑتے تھے ہمیشہ وہ ایک ہوئے
جھگڑے' تو نے آ کر میٹ دیئے تیری فہم و ذکا کا کیا کہنا

۵۔ معلوم ہوا کہ مخلوق پر اعتماد کرنا رب پر توکل کے خلاف نہیں کیونکہ فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور یہ مومنین کافی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور محبوب بندوں کو اللہ کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا شرک نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے (کہ اللہ رسول بھلا کرے) کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ اے نبی تمہیں اللہ اور یہ اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر نازل ہوئی۔ یہ ہی عبداللہ ابن عباس کا فرمان ہے۔ لہٰذا یہ آیت مکی ہے اور مَنِ اتَّبَعَکَ لفظ اللہ پر معطوف ہے (روح البیان) حضرت عمر کے ایمان سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ حضور نے ان کی دعا بدھ کو مانگی اور آپ جمعرات کو ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر ۲۶ سال تھی ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد بہت اعلیٰ عبادت ہے جس کی رغبت دلانے کا حضور کو حکم دیا گیا۔ جو جہاد سے روکے وہ شیطان ہے جیسے مرزا قادیانی۔ دوسرے یہ کہ جہاد کی ہر جائز طریقہ سے رغبت دینا جائز ہے۔ غازی کی تنخواہ مقرر کرنا' اس کے بیوی بچوں کی پرورش کرنا' بہادروں کی قدر دانی کرنا سب اس میں داخل ہیں۔ ۷۔ اس میں بشارت بھی ہے اور خاص حکم بھی۔ بشارت تو یہ ہے کہ غازی رب کے فضل سے اپنے سے دس گنا کفار پر فتح حاصل کیا کریں گے اور رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے بلکہ ڈٹ جاوے۔ پھر یہ حکم اگلی آیت اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ سے منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا نسخ خبر نہیں ہوا بلکہ نسخ حکم ہوا۔ ۸۔ کیونکہ وہ اللہ کے لئے نہیں بلکہ نفسانی خواہشوں کے لئے لڑتے ہیں۔ جیسے جانور آپس میں لڑتے بھڑتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے جو خاص اللہ کے لئے لڑیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملک کے لئے یا قوم کے لئے لڑنا جہالت ہے۔ مومن صرف اللہ رسول کے لئے لڑتا ہے ۹۔ کمزوری ایمان نہیں بلکہ کمزوری ابدان مراد ہے۔ یعنی پہلے تو سو کے مقابلہ میں دس مسلمانوں کو ڈٹ جانا فرض تھا اب سو کافروں کے مقابلے میں پچاس کو ڈٹ جانا فرض رہ گیا۔

ا۔ معلوم ہوا کہ فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے نہ کہ محض ہماری بہادری سے جب وہ چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دیتا ہے۔ ۲۔ صحابہ کی آرزو تھی کہ بغیر جنگ ابوسفیان کے قافلے سے مال چھین لیا جائے مگر جنگ کی شکل بن گئی۔ اس پر رب نے جنگ کی حکمت کا ذکر فرمایا کہ بغیر جنگ کفار کو قید کرنا نبی کی شان نہیں جنگ میں نبی کی بہادری ہے ۳۔ شان نزول جنگ بدر میں ۷۰ کفار گرفتار ہوئے نبی کریم صلی اللہ علی وسلم نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا ابوبکر صدیق نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا کہ شاید یہ لوگ آئندہ مسلمان ہو جائیں۔ اور فی الحال مسلمانوں کو فدیہ کے مال سے قوت حاصل ہو۔ عمر فاروق نے سب کے قتل کا مشورہ پیش کیا کہ یہ

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوٓا۟ أَلْفَيْنِ

آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے

بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ لِنَبِىٍّ

اللہ کے حکم سے لے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے کسی نبی کو لائق نہیں ۲۔

أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ

کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے ۳۔

تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنْيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلْءَاخِرَةَ ۗ

تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو ۴۔ اور اللہ آخرت چاہتا ہے ۵۔

وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ

اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا ۶۔

لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا۟

تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا

مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَٰلًا طَيِّبًا ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ

تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ ۸۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو ۹۔ بیشک اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّمَن فِىٓ

بخشنے والا مہربان ہے ۱۰۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے

أَيْدِيكُم مِّنَ ٱلْأَسْرَىٰٓ إِن يَعْلَمِ ٱللَّهُ فِى قُلُوبِكُمْ

ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی لے

خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ

تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دیگا

وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِن يُرِيدُوا۟ خِيَانَتَكَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے اور اے محبوب اگر وہ تم سے دغا چاہیں گے

لوگ اصل کفر ہیں اور کفار کی جڑیں ہیں۔ ان کے قتل سے کفر کمزور اور اسلام قوی ہو گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۴۔ یہاں خطاب عام مسلمانوں سے ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مال سے مراد فدیہ کا مال ہے۔ یعنی تمہاری نظر فدیہ کے مال پر ہے اور ہم تم کو آخرت کا بڑا ثواب دینا چاہتے ہیں خیال رہے کہ یہ مال چاہنا بھی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ جنہوں نے فدیہ کی رائے دی وہ قوت جہاد حاصل کرنے کے لئے دی اس لئے رب نے اس کو جرم قرار نہ دیا۔ ۵۔ کہ تمہیں آخرت میں بڑا ثواب عطا فرمائے۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ فی کس چالیس اوقیہ سونا تھا جس کے سولہ سو درہم یا پانچ سو روپیہ مروجہ ہو ۶۔ کہ اجتہادی غلطی کرنے والوں پر عذاب نہ کرے گا یا اصحاب بدر کو عذاب نہ دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب بدر پر عذاب نہیں ہو سکتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ بھی معلوم ہوا کہ مجتہد کی خطا معاف ہے اگرچہ کیسی ہی خطا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ سے مشورہ فرمانا اور صدیق اکبر کی رائے پر قیدیوں سے فدیہ قبول فرمالینا اجتہاد کے جواز کا اعلان کر رہا ہے اگر اجتہاد بالکل منع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشورہ ہرگز نہ کرتے ۷۔ اخذتم میں ان صحابہ سے خطاب ہے جو فدیہ لینے پر راضی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خارج ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر عذاب آتا تو عمر فاروق بچ جاتے کیونکہ ان کی رائے عالی فدیہ کے خلاف تھی۔ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جو عمر فاروق کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔ خیال رہے کہ صحابہ کرام کی یہ خطا بہت ہی عطا کا ذریعہ بنی کہ جو لوگ اس قید سے چھوٹ کر گئے ان میں سے آخر کار بہت ایمان لے آئے۔ سارے عالم کا ظہور حضرت آدم کی ایک خطا کے صدقہ میں ہوا۔ ان بزرگوں کا ایمان لانا' صحابی بننا' اسلام کی خدمات کرنا' ابوبکر صدیق کی اسی خطا کا صدقہ ہے۔ یہ بھی

ع ۹
۵

خیال رہے کہ اس آیت میں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا جیسے لَوْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ، ورنہ صحابہ پر عذاب آنا ناممکن تھا۔ کیونکہ رب کا وعدہ سچا ہے اور وہ ان سے وعدہ مغفرت فرما چکا ہے۔ لہٰذا یہ آیت رحمت کی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو فدیہ کفار بدر سے لیا گیا تھا وہ حلال طیب ہے۔ لہٰذا فدیہ لینا جرم نہ تھا۔ بلکہ انتظار وحی نہ فرمانے پر عتاب ہوا پھر قانون بھی وہی بنا جو عمل یہاں کیا گیا۔ رب فرماتا ہے فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً الخ اگر یہ فدیہ لینا جرم ہوتا تو جو مال حاصل کیا گیا تھا وہ حرام ہوتا کیونکہ گناہ سے کمایا ہوا مال حرام ہوتا ہے۔ جیسے چوری اور جوئے کا مال ۹۔ اوپر کی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے لئے ہوئے فدیہ سے ہاتھ روک لئے اور اسے استعمال کرنا نہ چاہا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ ۱۰۔ شان نزول۔ جنگ بدر میں کفار کے ساتھ حضرت عباس بھی آئے تھے اور ان کے ذمہ لشکر کفار کا ایک دن کا کھانا تھا

(بقیہ صفحہ ۲۹۵) جس کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لائے تھے۔ مگر اتفاقاً" جس دن ان کے کھانا دینے کی باری تھی اسی دن جنگ ہو گئی اور کھانے کا موقعہ نہ آیا اور حضرت عباس گرفتار ہو گئے۔ جب قیدیوں پر فدیہ لازم کیا گیا۔ تب آپ نے عرض کیا کہ یہ سونا میرے فدیہ کے حساب میں لگا لیا جاوے۔ حضور نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ فدیہ علیحدہ دو۔ حضرت عباس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا چچا عباس' مکہ کی گلیوں میں بھیک مانگ کر گزارا کرے۔ تو حضور نے فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو آپ چلتے وقت میری چچی ام الفضل کو دے آئے تھے جسے ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو یہ کیسے

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

تو اس سے پہلے اللہ کی خیانت کر چکے ہیں ۱ے جس پر اس نے اتنے تمہارے

عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

قابو میں دے دیئے ۲ے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کیلئے

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ

گھر بار چھوڑے ۳ے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور

الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ

وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں

بَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ

ہیں ۴ے اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی ۵ے تمہیں ان کا

مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰى یُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ

ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ

اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی

قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے ۶ے اور اللہ تمہارے کام

بَصِیْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ

دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ۷ے

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِیْرٌ ﴿۷۳﴾

ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو گا ۸ے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں

معلوم ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ رب کے بتانے سے تو حضرت عباس نے خفیہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) فتح مکہ کے دن آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا ۱۱۔ رب تعالٰی نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ چنانچہ جب حضور کے پاس بحرین سے اسی ہزار روپیہ آیا تو حضور نے ظہر کا وضو فرما کر نماز سے پہلے پہلے تمام تقسیم فرمایا اور حضرت عباس کو اتنا عطا فرمایا جو ان سے اٹھ نہ سکا۔ حضرت عباس فرماتے تھے کہ جو مجھ سے فدیہ لیا گیا تھا اس سے بہتر تو مل گیا۔ دوسرے وعدے یعنی مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔

۱۔ یعنی جو قیدی اب اسلام لا کر آئندہ اس سے پھر جائیں تو آپ رنج نہ کریں کیونکہ یہ لوگ میثاق کے دن مجھ سے وعدے کر کے دنیا میں پہنچ کر پھر گئے ایسوں کا پھرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو رب کا عہد پورا نہ کرے اسکے کسی عہد و پیمان کا اعتبار نہیں۔ وہ بندوں کے عہد سے پھر سکتا ہے۔ ۲۔ یعنی جیسے رب نے اتنے کفار کو بدر کے دن تمہارے قابو میں دے دیا کہ وہ مارے بھی گئے اور قیدی بھی ہوئے۔ اسی طرح ہی اگر آئندہ یہ قیدی مرتد ہو گئے تو اللہ تعالٰی پھر ان پر تمہیں قابو دیدے گا وہ قادر ہے ۳۔ اس سے اشارۃً" معلوم ہوا کہ شریعت میں مہاجر وہ ہے جو اللہ رسول اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے کسی اور مقصد کے لئے گھر بار چھوڑنے والا مہاجر نہیں۔ یہ ہی جہاد کا حکم ہے کہ کفار سے محض اللہ و رسول کے لئے لڑنے والا مجاہد ہے اور کسی وجہ سے لڑنے والا مجاہد نہیں۔ اور جہاد جیسے جان سے ہوتا ہے ویسے ہی مال سے ہوتا ہے ۴۔ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہو گئی۔ مہاجر و انصار ایک دوسرے کے وارث تھے۔ اگرچہ ان میں قرابتداری بالکل نہ ہو۔ اور غیر مہاجر باپ مہاجر بیٹے کا وارث نہ تھا۔ اب یہ حکم نہیں۔ اب وارث قرابت نسبی سے ملے گی بشرطیکہ اختلاف دین نہ ہو ۵۔ اس سے معلوم ہوا ابتداءً میراث ملنے کی دو شرطیں تھیں۔ اتحاد فی الدین اور ہجرت۔ اس کی ناسخ یہ آیت ہے واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض خیال رہے کہ بعد فتح مکہ سے ہوا جبکہ ہجرت فرض نہ رہی (روح) ۶۔ اس میں تین مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ غیر مہاجر مومن اگر کسی کافر قوم سے دینی وجہ سے جنگ کریں اور وہ تم سے مدد مانگیں تو مدد دو۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی دینی جنگ میں مدد کرے۔ دوسرے یہ کہ مدد دینا جہاد میں ضروری ہے نہ کہ محض دنیاوی جھگڑوں میں۔ تیسرے یہ کہ اگر مسلمانوں کی جنگ کسی ایسی کافر قوم سے ہے جن کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو ہم اب ان کے خلاف مدد نہیں دے سکتے کیونکہ اس میں بدعہدی ہے بلکہ اب یہ کوشش کی جائے کہ ان کفار اور ان مسلمانوں میں صلح ہو جائے اگر صلح ناممکن ہے۔ تو ہم غیر جانبدار رہیں۔ سبحان اللہ کیسی نفیس تعلیم ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر میں توارث نہیں۔ کافر کافر کا وارث ہے۔ نیز مشرک عیسائی کا' عیسائی مشرک کا وارث نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان میں بھی اختلاف دین ہو گیا۔ بلکہ کفار میں اختلاف دار بھی محرومی کا باعث

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے

حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی اور جو بعد کو

مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ

ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

اور رشتے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اٰياتها ۱۲۹	۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳	رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

سورہ توبہ مدنی ہے اس میں سولہ رکوع ایک سو انتیس آیتیں اور چار ہزار اکتیر کلمے ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ ﴿۱﴾ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ

تھا اور وہ قائم نہ رہے تو چار مہینے زمین پر

اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ

چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ

اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲﴾ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ

اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے

اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ

رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے

(بقیہ صفحہ ۲۹۶) ہے۔ یعنی ایک ملک کا کافر دوسرے ملک کے کافر کا وارث نہیں ۸۔ یعنی اگر مسلمانوں نے ایک دوسرے کی مدد نہ کی بلکہ ایک کو پٹتا ہوا دیکھ کر دوسرا خاموش رہا تو بڑا فتنہ فساد ہو گا مسلمانوں کو جینا مشکل ہو گا۔

ا۔ یعنی وہ انصار جنہوں نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اس طرح ٹھہرایا کہ اپنے گھر' مال و متاع میں برابر کا شریک کر لیا اور ان کی ہر طرح مدد کی یہ سچے پکے مومن ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی خدمت سچے ایمان کی علامت ہے۔ تیسرے یہ کہ سارے انصار سچے مومن ہیں۔ چوتھے یہ کہ مہاجرین کی مدد کرنے کا بڑا درجہ ہے اور انصار کی جماعت بڑی ہی شان والی ہے۔ پانچویں یہ کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں۔ کفر نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے۔ اسی لئے اس جماعت کا نام انصار ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ ہے۔ ۲۔ اس آیت سے تمام مہاجرین و انصار کا سچا مومن ہونا اور ان کا صاحب درجات ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا متقی ہونے کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ تمام صحابہ عادل ہیں' فاسق کوئی نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے اس پر باقی نہیں رہتے ۳۔ مہاجرین کے چند طبقے ہیں ایک وہ جنہوں نے پہلی بار ہی مدینہ پاک کو ہجرت کی جنہیں مہاجرین اولین کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جنہوں نے حبشہ کو پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت کی' انہیں صاحب ہجرتین کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ انہیں ہجرت ثانیہ والے کہتے ہیں۔ یہاں مہاجرین اولین مراد ہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت سے وراثت منسوخ ہو چکی۔ دوسرے یہ کہ اب وراثت کا دارو مدار نسبی قرابتداری پر ہے جنہیں اولوالارحام بتا رہا ہے کیونکہ دودھ کے رشتے سے کوئی وارث نہیں۔ سسرالی رشتہ میں صرف بیوی' خاوند ایک دوسرے کے وارث ہیں' تیسرے یہ کہ ذوی الارحام ماموں خالہ وغیرہ بھی وارث ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مذہب ہے ۵۔ چونکہ اس سورۃ میں حضرت کعب ابن مالک وغیرہ صحابہ کرام کی توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اس لئے اسے سورۃ توبہ کہا گیا۔ سورہ توبہ میں بسم اللہ نہ لکھی گئی کیونکہ حضرت جبرئیل نے اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہ دیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ امان اٹھانے کے لئے آئی لہٰذا یہاں بسم اللہ نہ لکھی گئی۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ سورتوں میں آخری سورۃ یہی ہے (خزائن العرفان و روح البیان) ۶۔ مسلمانوں اور عرب مشرکین کے درمیان عہد و معاہدے تھے۔ لیکن بنی حمزہ اور بنی کنانہ کے سوا سب کافروں نے وہ عہد توڑ دیئے۔ تب مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم کفار کو چار مہینوں کا نوٹس دے دو کہ اس عرصہ میں وہ خوب سوچ بچار کر لیں یا اپنی احتیاط کر لیں۔ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام قبول کرنا ہو گا یا قتل۔ یہ سورۃ فتح مکہ کے ایک سال بعد ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اسی ۹ھ کے حج میں حضور نے ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ کو اس سورۃ کا اعلان فرمانے کے لئے مکہ معظمہ بھیجا اور حکم دیا کہ سال آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ کوئی ننگا طواف نہ کرے اور چار ماہ گزرنے کے بعد اس عہد کی مدت ختم ہو جائے گی۔ پھر یا اسلام قبول ہو گا یا قتل معلوم ہوا کہ مشرکین عرب سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ ان کے لئے یا اسلام ہے یا قتل ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر حج جمعہ کا ہو تو حج اکبر ہے

(بقیہ صفحہ ۲۹۷) کیونکہ جمعہ کے ایک حج کا ثواب ستر حج کے برابر ہے۔ حضور کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کو ہوا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا کام اللہ کا کام ہے کیونکہ حج اکبر کے دن اعلان تو حضور کی طرف سے ہوا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ رسول کی طرف سے اعلان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ رسول کا ذکر بغیر ف' وغیرہ فاصلہ کے سنت الٰہیہ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول دیتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے حضور بیزار ہو جاویں اس سے اللہ بھی بیزار ہے۔ لہٰذا جس سے حضور راضی ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔

الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے ۱

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ

اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے ۲

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور کافروں کو خوشخبری سناؤ درد ناک عذاب کی ۳ مگر وہ مشرک

عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا

جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی

وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ

اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی ۴ اور ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت

اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴ فَاِذَا

تک پورا کرو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے پھر جب

انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

حرمت والے مہینے نکل جائیں ۵ تو مشرکوں کو مارو ۶

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

جہاں پاؤ ۷ اور انہیں پکڑو اور قید کرو

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا

اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو ۸ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو ۹ بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

بخشنے والا مہربان ہے ۱۰ اور اے محبوب اگر کوئی مشرک

۱۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تم ان کے دین و دنیا میں محتاج ہو وہ تمہارے حاجت مند نہیں سورج سے اگر ہم روشنی لیں تو ہمارا ہی بھلا نہ کہ سورج کا ۲۔ یعنی اے مشرکین عرب اور اے عہد توڑنے والے کافرو! اگر تم اب کفر سے توبہ کر کے ایمان نہ لائے تو تم اللہ و رسول کو عاجز نہ کر سکو گے۔ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ دیگر ممالک کے کفار سے جزیہ بھی قبول کر لیا جاتا ہے۔ مگر مشرکین عرب سے صرف اسلام قبول ہے ۳۔ دنیا میں قتل و غارت کا عذاب' آخرت میں دوزخ کا عذاب اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام عذاب کفار کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ دنیا میں مسلمانوں کا کفار کے ہاتھوں قتل یا قید ہو جانا رب کی طرف سے امتحان ہے۔ جو بلندی مراتب کا ذریعہ ہے' عذاب نہیں ۴۔ جیسے بنی بکر قبیلہ نے حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل ان کے دشمنوں کی مدد کی۔ وہ بھی اس عہد توڑنے والوں میں داخل ہیں۔ ۵۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہاں حرمت والے مہینوں سے مراد ان کفار کی امان کے مہینے ہیں جو مسلسل چار تھے لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں اور جن مہینوں میں جنگ اول اسلام میں حرام تھی۔ وہ رجب' ذیقعد' ذی الحجہ' محرم ہیں اب ان میں جہاد جائز ہے چونکہ ان امان کے مہینوں میں ان کفار سے جنگ حرام تھی اس لئے انہیں اشہر حرم فرمایا گیا۔ ۶۔ چنانچہ بنی حمزہ کے معاہدہ کے نو ماہ باقی تھے ان کی یہ مدت پوری فرمائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ صرف ان کفار کے لئے تھے۔ جنہوں نے خود عہد شکنی کی تھی۔ ۷۔ حل میں یا حرم میں نہ زمان انہیں امن دے گا نہ مکان (روح و خزائن العرفان) ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہر وہ شے استعمال کرنا جائز ہے جو شرعاً منع نہ ہو کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ ہر طرح ان کی تاک میں بیٹھو یعنی ہر طرح ان کو شکست دو ۹۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکرہ یعنی مجبور کا ایمان معتبر ہے جیسا کہ فَاِنْ تَابُوْا سے معلوم ہوا۔ یعنی اگر کفار جنگ کی حالت میں کفر سے توبہ کر لیں یہ توبہ قبول ہے۔ خوشی سے ہو یا ڈر کر۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ مسلمان ہو جانے اور کفر سے سچی توبہ کی علامت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں تمام نیکیوں کی جڑ ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو کافر قیدی ایمان تو لے آوے مگر نماز نہ پڑھے وہ رہائی کا مستحق نہیں کیونکہ فخلوا کو نماز قائم کرنے پر موقوف رکھا ۱۰۔ یعنی توبہ اور نماز و زکوٰۃ کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانے کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ مسئلہ اگر کسی کو جبراً" مسلمان کیا گیا ہو' پھر وہ مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جاوے گا بلکہ دوبارہ اسلام لانے پر مجبور کیا جاوے گا۔ جیسے مرتدہ عورت (روح)

۱۔ یعنی ان چار ماہ گزرنے کے بعد ان مشرکین میں سے جنہیں قتل کا حکم دیا گیا ہے، اگر کوئی مشرک امان مانگے تو اسے کچھ عرصے کے لئے امن دے دو۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافر مستامن ذمی کی طرح دار الاسلام میں محفوظ ہے۔ کہ نہ اسے قتل کیا جاوے نہ اس کا مال چھینا جاوے۔ دوسرے یہ کہ مستامن کو ہمیشہ دار الاسلام میں رہنے کی اجازت نہیں۔ تیسرے یہ کہ مدت امن گزر جانے کے بعد اسے سلامتی سے دار الاسلام سے نکال دیا جائے اگر وہ مومن یا ذمی نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ مستامن کو اسلام کی تبلیغ کی جائے شاید وہ ایمان لے آوے ۲۔ یعنی نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بار بار عہد توڑ چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عہد شکنی کرے، اس

اِسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ
تم سے پناہ مانگے لے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے
اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۶
اس کی امن کی جگہ پہنچادو یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں
كَیْفَ یَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِیْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ
مشرکوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر
رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
ہوگا ۲ مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے
الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِیْمُوْا لَهُمْ ؕ
پاس ہوا ۳ تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو ۴
Page-299.bmp
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۷ كَیْفَ وَ اِنْ یَّظْهَرُوْا
بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں ۵ بھلا کیونکر ان کا حال تو یہ ہے
عَلَیْكُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ یُرْضُوْنَكُمْ
کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا ۶ اپنے منہ سے تمہیں راضی
بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۸
کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں ۷
اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ
اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے ۸ تو اس کی
سَبِیْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۹ لَا یَرْقُبُوْنَ
راہ سے روکا بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں کسی مسلمان میں
فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۱۰
نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اور وہی سرکش ہیں ۹

کے عہد کے ہم بھی پابند نہیں ۳۔ یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر بنی حمزہ قبیلہ سے آپ نے معاہدہ فرمایا اور انہوں نے کوئی عہد شکنی نہ کی۔ ان کے معاہدہ کی مدت پوری کرو ۴۔ یعنی مدت معاہدہ کے اندر جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی قائم رہو۔ اگر وہ اس دوران میں عہد توڑ دیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافر سے بدعہدی کرے وہ بھی متقی نہیں۔ اس پر افسوس ہے، جو مومن کے ساتھ دھوکہ بازی بدعہدی سے باز نہ آئے عبادات و معاملات کی درستی تقویٰ کے دو پر ہیں جیسے پرندہ دو پروں کا حاجت مند ہے، ایسے ہی متقی کو یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ ۶۔ کفار کا یہ حال ہمیشہ رہا اور رہے گا کہ وہ مسلمان کے مقابلہ میں نہ قرابتداری کا لحاظ کریں نہ کسی عہد و پیمان کا۔ اس لئے ان پر اعتماد کرنا مومن کی شان نہیں۔ عاقل ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا۔ مسلمان پر بھی لازم ہے کہ اللہ رسول کے حکم کے مقابلے میں کسی کے دباؤ کا اعتبار نہ کرے

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ اگر ماں، باپ، پیر، استاد یا آفیسر نماز سے منع کریں تو نہ مانو۔ اس ہی طرح کسی قرابت کا بھی لحاظ نہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار اپنے اصول کے پابند اور وعدے کے پکے بھی ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا اکثرھم یہاں فسق سے مراد بدعہدی ہے۔ ۸۔ یعنی دنیاوی آمدن کے لالچ میں ایمان نہ لائے اور ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ کی وجہ سے تم لوگوں سے عہد شکنی کر بیٹھے اللہ کی آیتوں سے مراد یا قرآن کی آیات ہیں یا حضور سے معاہدہ۔ جس کے پورا کرنے کا حکم آیات قرآنیہ میں ہے۔ ۹۔ یعنی یہ کفار تھوڑے پیسوں پر آیات الٰہیہ کو بدل دیتے ہیں۔ لوگوں کو اچھے راستے سے روکتے رہتے ہیں۔ مومنوں کی قرابتداریوں وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے۔ انہیں ستاتے ہیں۔ یہ لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو گمراہ کرنا یا کسی کی گمراہی کا سبب بننا، یونہی کسی کو نیک اعمال سے روکنا یا کسی کو گناہ کا مشورہ دینا سب جرم ہے اور اسی آیت کے ماتحت داخل ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو میلاد شریف ختم بزرگان اور دوسرے نیک اعمال سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی راہ سے روکنا ہے۔ کیونکہ یہ سارے کام اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔

۔ یعنی نماز و زکوۃ کو فرض مانیں یا اسے پابندی سے ادا کریں۔ یعنی اعتقاد میں یا عمل میں نماز قائم کریں (روح البیان) ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اخوت اسلامی عالمگیر اخوت ہے۔ ملکی قومی اخوتیں عارضی اور محدود ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ کہ نبی کا بھائی جیسے اخوانکم سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ مسلمان کا خون حرام ہے کیونکہ وہ بھائی ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم وہ جس کی نظر تفصیل آیات پر ہو۔ اس کے بغیر عالم نہیں اگرچہ دوسرے علوم میں ماہر ہو۔ دوسرے یہ کہ قرآن و حدیث عالم کے لئے ہیں عوام کے لئے علماء کی اطاعت لازم ہے اگر جہلاء قرآن و حدیث سے استنباط

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں لہ اور زکوٰۃ دیں

فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ

تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ٢ہ اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں

یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

جاننے والوں کے لئے ٣ہ اور اگر عہد کرکے اپنی قسمیں

عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ

توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں ٤ہ تو کفر کے سرغنوں سے

الْكُفْرِۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

[illegible] کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں ٥ہ

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ

کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے

الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍؕ اَتَخْشَوْنَهُمْۚ

نکالنے کا ارادہ کیا ٦ہ حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے ٧ہ کیا ان سے ڈرتے ہو

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾

تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ٨ہ

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ

تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا

وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَۙ ﴿۱۴﴾

اور تمہیں ان پر مدد دے گا ٩ہ اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا ١٠ہ

وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْؕ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ

اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ

شروع کردیں تو دین ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔ تم کو موتی جوہری کی دکان سے ملیں گے نہ کہ سمندر سے ۴۔ معلوم ہوا کہ اگر ذمی کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے یا اسلام پر اعتراضات کا منہ کھولے تو اس کا عہد اور ذمہ ٹوٹ جائے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ذمی کفار پر ہمارے اسلام کا احترام ضروری ہے ۵۔ یعنی اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو ستانے والوں سے جہاد کرو۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا فنا کرنا یا انہیں جبراً" مسلمان بنانا نہیں بلکہ ان کا زور توڑ دینا ہے۔ ۶۔ یعنی مدینہ کے یہود جنہوں نے حضور کے معاہدہ کو توڑا اور مدینہ منورہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکل جانے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ احزاب میں یا مکہ کے مشرکین جنہوں نے صلح حدیبیہ کے عہد کو توڑا اور اس سے پہلے وہ حضور کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر چکے تھے (روح البیان) ۷۔ خیال رہے کہ جن کفار سے ہماری صلح ہو چکی ہو' ان سے جنگ میں پہل کرنی حرام ہے۔ کہ یہ عہد شکنی ہے۔ دوسرے کافروں پر مسلمان بخوشی ابتدائی حملہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں قادیانیوں کی دلیل نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ ایک خوف وہ ہے جو اطاعت کا جذبہ پیدا کرے۔ دوسرا خوف وہ ہے جو نفرت پیدا کردے جیسے بادشاہ کا خوف' سانپ کا خوف' مومن کو مخلوق کا پہلا خوف نہیں ہوتا کہ وہ ڈر کی وجہ سے ایمان یا اطاعت الٰہی چھوڑ دے۔ دوسرا خوف ہو سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو سانپ سے خوف ہوا تھا۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سارے وعدے پورے فرمائے جس کی تاریخ شاہد ہے۔ یہ آیات حضور کے معجزہ ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار سے اپنا بدلہ لینا جس سے مسلمانوں کے دلوں کی بھڑاس نکلے جائز ہے مگر ظلم و زیادتی نہ ہو۔ بلکہ بعض وقت بدلہ لینا ضروری ہے۔

ا۔ یعنی بعض اہل مکہ بعد کو توبہ کرکے ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان، عکرمہ اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب حضرات ایمان لے آئے۔ رب تعالیٰ کی یہ خبر بھی سچی ہوئی۔ ۲۔ سبحان اللہ! بہت نفیس ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کا جاننا اللہ تعالیٰ کا جاننا ہے۔ ان جہادوں کے ذریعے مخلص و منافق کو مسلمان پہچانیں گے۔ ورنہ رب تو علیم و خبیر ہے ۳۔ یعنی اے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر جہاد فرض نہ ہو۔ یہ نہ ہوگا۔ جہاد تو مخلص اور منافق میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ مومن خوشی سے جانبازی کرتے ہیں منافق ایسے موقعہ پر کفار کی جاسوسی ۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کو نہ تو مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز کی اجازت ہے

يَشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا

قبول فرمائے ۱؎ اور اللہ علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا

جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ۲؎ ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز ۳؎

وَلِيْجَةً ۗ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ

بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۳؎ مشرکوں کو

لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ

نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں ۴؎ خود اپنے کفر

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۗ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

کی گواہی دے کر ۵؎ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے ۶؎

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ

اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ کی مسجدیں وہی آباد

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ

کرتے ہیں ۷؎ جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى

اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو

اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ

قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں ۸؎ تو کیا تم نے

سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی ۹؎

ع ۸

نہ ان سے مسجدوں میں چندہ لیا جاوے۔ کیونکہ مسجد بنانا اور وہاں نماز پڑھنا یہ سب مسجد کے آباد کرنے میں داخل ہے جس کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ اسی طرح مسجد کی خدمت کے لئے مسلمان مقرر ہوں۔ حضور نے جو یہودی لڑکے کو مسجد میں جھاڑو کی اجازت دی تھی اس کی بنا ایمان کی امید پر تھی۔ نیز نجران کے عیسائیوں نے جو مسجد نبوی میں اپنی عبادت کی وہ حضور کی اجازت سے نہ تھی انہوں نے خود شروع کردی۔ ہاں شروع کردینے کے بعد ان کی نماز تڑوائی نہ گئی۔ جیسے ایک بدوی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا تو اس کا پیشاب روکا نہ گیا بلکہ فراغت کے بعد مسجد دھلوادی گئی ۵۔ یعنی بت پرستی اور مسجد کی آبادی جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہ حکم تمام کفار کا ہے خواہ وہ مسلمانوں میں شمار ہوتے ہوں جیسے مرزائی وغیرہ یا نہ شمار ہوتے ہوں جیسے یہودی وغیرہ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں جیسے مساجد کی خدمت، مسافر خانہ، کنویں وغیرہ بنانا سب برباد ہے کسی پر کوئی ثواب نہیں۔ ہاں بعض کفار کو بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو جاوے گی۔ جیسے ابوطالب وغیرہ جو ہلکے عذاب میں ہیں ۷۔ اس سے مراد مسجدوں کی تعمیر وہاں جھاڑو و صفائی وہاں چراغاں روشنی وغیرہ۔ وہاں اعلیٰ فرش بچھانا سب ہی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسجدیں بنانے، انہیں آباد کرنے وغیرہ کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ کفار کی بنائی ہوئی مسجد، مسجد نہیں جیسے مسجد ضرار۔ دوسرے یہ کہ مسجد کی آبادی کا شوق ایمان کی علامت ہے۔ اسی طرح مسجدوں سے نفرت یا مسجدیں برباد کرنے کا جذبہ کفر کی علامت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تراویح میں ختم رمضان کے وقت مسجد میں چراغاں کرنا بہت کار ثواب ہے کہ یہ بھی آبادی مسجد میں داخل ہے۔ حضرت سلیمان بیت المقدس میں ایسے روشنی فرماتے تھے کہ کوسوں تک اس کی روشنی میں عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی مسجد نبوی میں چراغاں کرتے تھے (روح وغیرہ) ۸۔ مسجد نبوی میں سب سے پہلے اعلیٰ فرش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالے۔ اس سے پہلے صرف بجری تھی۔ اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قندیلیں تمیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان کی تراویح کے موقعہ پر آپ نے چراغاں کیا اور حضرت علی نے عمر فاروق کو نور قبر کی دعا دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ مربع میل میں ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آراستہ فرمایا (روح البیان) یہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ ۹۔ شان نزول۔ مشرکین مکہ مہاجر مسلمانوں کو طعن دیتے تھے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ چھوڑ کر چلے گئے اور فخر کرتے تھے کہ ہم خدام کعبہ ہیں۔ ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی ایسی طرفداری فرماتا ہے کہ جو کوئی ان پر اعتراض کرے خود جواب دیتا

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) ہے۔ سبحان اللہ یہ قرب الٰہی کی انتہا ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ حضور کی فرمانبرداری تمام عبادات سے اعلیٰ ہے کہ مہاجرین کو ان مکہ والوں سے افضل قرار دیا گیا۔ جو مکہ میں رہ کر خانہ کعبہ کی خدمت میں رہے۔ کیونکہ مکہ والے کعبہ کے پاس رہے اور مدینہ والے مہاجر کعبہ والے کی خدمت میں رہے کعبے کو دیکھنے والا حاجی ہوتا ہے۔ اور کعبہ والے کو دیکھنے والا صحابی بنتا ہے۔ لاکھوں حاجی ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی عبادت "کعبہ کی خدمت" حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ معتبر نہیں۔ سب عبادتوں میں

كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ

جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد

اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

دیتا ۲ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ

و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے ۳ اللہ کے

دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰

یہاں ان کا درجہ بڑا ہے ۴ اور وہی مراد کو پہنچے

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ

ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے ۵ اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور

جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝۲۱ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں

اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ۶ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ

اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو ۷

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے

مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳ قُلْ اِنْ كَانَ

دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں ۸ تم فرماؤ اگر تمہارے

وقف لازم

ایمان کی شرط ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی اور بغیر ایمان کوئی عبادت نہیں ہوتی ۳۔ جہاد کی تین صورتیں ہیں۔ فقط جان سے جہاد جو مساکین کرتے تھے۔ فقط مال سے جو غنی مگر معذور مومن کا عمل تھا کہ غازی کو جوڑا گھوڑا وغیرہ دے دیتے تھے۔ جان و مال دونوں سے کہ غنی قادر مسلمان دوسرے مسکین غازیوں کو سامان بھی دیتے' خود بھی میدان میں جاتے۔ یہ آیت کریمہ ان تینوں مجاہدوں کو شامل ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ مہاجرین انصار سے افضل ہیں اگرچہ دونوں اللہ کے پیارے ہیں ۴۔ دوسرے مسلمانوں سے' نہ کہ محض کافروں سے' کافروں کا اللہ کے ہاں درجہ ہی کہاں ہے کہ یہ کہا جاوے کہ کافروں سے زیادہ مجاہد کا درجہ ہے۔ کافر کتے بلے سے زیادہ ذلیل ہے۔ نوح علیہ السلام کو کشتی میں جانوروں کو سوار کرنے کی اجازت تھی مگر کافر کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی رب تعالیٰ کفار کے لئے فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو خوشی سنانا حضور کا کام ہے اسی لئے آپ کا نام بشیر ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم خوشی سناتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں بخشش اور جنت کی نعمتیں صرف اپنے عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہیں۔ نیک اعمال تو اس کا فضل حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے اللہ نصیب کرے۔ ۶۔ یہ آیت کریمہ بظاہر مہاجرین صحابہ کے لئے ہے۔ ان بزرگوں کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ ان میں سے بعض کا تو نام لے کر جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا گیا جیسے حضرات عشرہ مبشرہ وغیرہم۔ جو ان میں سے کسی کے ایمان یا تقویٰ کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ تمام حقوق سے بڑھ کر اللہ رسول کا حق ہے۔ اس کے مقابل نہ ماں ماں ہے نہ باپ باپ نہ بھائی بھائی۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر بے خبری سے کفر میں گرفتار ہے اس کا یہ حکم نہیں۔ اسے محبت کے ساتھ سمجھا بجھا کر مسلمان بناؤ۔ جو کفر پر مصر ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ

باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں ۱ اور تمہارا کنبہ ۲

اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

اور تمہاری کمائی کے مال ۳ اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں ۴ اللہ اور اس کے رسول

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں ۵ تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ

بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾

اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ

بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی ۶ اور حنین

حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ

شَيْـًٔـا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ

کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی ۸ پھر تم

وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

پیٹھ دے کر پھر گئے ۹ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری

عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا

اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر ۱۰ اور وہ لشکر اتارے

لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ

جو تم نے نہ دیکھے ۱۱ اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر بیوی اور کافر ماں باپ وغیرہ اہل قرابت کے حقوق شرعیہ ادا کرنا جائز ہے۔ مگر ان سے دلی محبت کرنا حرام ہے۔ دل کا میلان اللہ رسول کے دشمنوں کی طرف نہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے دلی محبت رکھنا کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خالق و مخلوق کے حقوق کا مقابلہ ہو جائے۔ تو خالق کا حق مقدم ہے ۲۔ عشیرہ میں سارے سسرال' نسبی قرابتدار اور قومی بھائی داخل ہیں ۳۔ مال میں کمائی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اپنی کمائی کا مال میراث وغیرہ سے زیادہ پیارا ہوتا ہے کیونکہ محنت سے ملتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی چیزوں سے محبت کرنا حرام نہیں۔ ہاں اللہ رسول کے مقابلہ میں ان سے محبت کرنی حرام حرام ہے۔ ناجائز محبتیں بھی حرام ہیں۔ ۵۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ فرمایا حضور نے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے طبعی محبت چاہیے نہ کہ محض عقلی کیونکہ انسان کو اولاد وغیرہ سے طبعی محبت ہوتی ہے۔ یہاں اس سے مقابلہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ سے محبت اس قسم کی چاہیے۔ جس قسم کی محبت اللہ سے ہوتی ہے۔ یعنی عظمت و اطاعت والی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ حضور سے محبت کرنی شرک نہیں بلکہ ایمان کا رکن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل میں حضور کی محبت نہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ اس پر عذاب کی وعید ہو رہی ہے۔ ۶۔ جیسے جنگ بدر' خیبر' حدیبیہ' فتح مکہ اور بنی قریظہ و نضیر میں۔ ۷۔ حنین طائف و مکہ معظمہ کے درمیان ایک جنگل ہے جہاں فتح مکہ کے بعد مسلمانوں اور قبیلہ ہوازن و قبیلہ ثقیف میں جنگ عظیم ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمان بارہ ہزار تھے۔ اور کفار چار ہزار بعض مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم ضرور غالب آئیں گے کیونکہ ہم کفار سے تین گنا ہیں' اللہ کی شان کہ پہلے مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ مسلمان غنیمت میں مصروف ہو گئے۔ کفار بھاگے ہوئے لوٹ پڑے۔ تیراندازی بہت سخت کی جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ یہاں تک کہ حضور کے ہمراہ سوائے حضرت عباس اور ابو سفیان کے کوئی نہ رہا۔ اس دن حضور کی شجاعت کا ظہور ہوا کہ تمام کفار نے آپ کا خچر گھیر لیا تھا۔ مگر جب آپ تلوار لے کر خچر سے نیچے اترے تو سب کائی کی طرح پھٹ گئے۔ ۸۔ یہ زمین تنگ ہونے کا بیان ہے کہ وہ وسیع میدان باوجود اس قدر وسعت کے تم پر ایسا تنگ ہوا کہ تم وہاں ٹھہر نہ سکے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ حنین میں بھاگ جانے والے مسلمان مومن ہی رہے ان کی معافی ہو گئی ان پر رب نے سکینہ اتارا۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ ان آیات کا منکر ہے۔ نیز یہ بھاگ جانے والے ہی واپس ہوئے اور انہوں نے ہی معرکہ فتح کیا لہٰذا یہ فتح گزشتہ کا کفارہ ہو گئی۔ ۱۰۔ یعنی فرشتے جو مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے جنگ حنین میں آئے تھے اس جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہ کی تھی۔ جنگ تو صرف بدر میں کی تھی۔

۱۔ چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو اللہ نے اسلام کی توفیق دی جو حضور کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ حضور نے ان کے قیدی چھوڑ دیئے کیونکہ یہ لوگ جناب حلیمہ کے ہم قوم تھے اس لئے ان کی یہ رعایت کی گئی ۲۔ خیال رہے کہ یہاں مشرکین سے مراد سارے غیر مسلم ہیں اور نجس جیم کے زبر سے ہے یعنی سخت گندے اور گھنونے۔ گندگی سے مراد عقیدوں کی گندگی ہے یا جسم کی۔ کیونکہ کفار جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ نجاسات کو پاک جانتے ہیں جیسے مشرکین ہند کہ گائے کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کو مسلمانوں کی مسجدوں میں عبادت الٰہی کرنے کا حق نہیں کیونکہ یہاں قریب نہ ہونے سے عبادت کے لئے قریب نہ ہونا مراد ہے۔ اور تمام مسجدیں احترام میں مسجد حرام کی طرح ہیں ۴۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی۔ اللہ مسلمانوں کی جماعت میں اتنی برکت دے گا کہ مسلمان حاجیوں سے اہل مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے۔ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا جو آج تک دیکھا جا رہا ہے۔ اگر چاہے' اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں کا توکل اللہ پر رہے نہ کہ آنے والے حاجیوں پر۔ ۵۔ لہٰذا اس نے جو کفار کو حج وغیرہ سے روکنے کا حکم دیا' اس میں اس کی ہزارہا حکمتیں ہیں جو تمہیں بعد کو ظاہر ہو جائیں گی ۶۔ معلوم ہوا کہ جو مسلمان نہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں اگرچہ دعویٰ کرے۔ کیونکہ رب کی معرفت کا ذریعہ صرف حضور کی معرفت ہے۔ عیسائی' یہودی مشرک کوئی بھی رب کو نہیں مانتے۔ ان سب سے جہاد کیا جاوے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد' نماز' زکوٰۃ کی طرح تاقیامت جاری رہے گا۔ جو اسے منسوخ مانے وہ مرتد ہے۔ جیسے قادیانی کیونکہ اس آیت میں جہاد کا حکم مطلقاً" دیا گیا کسی وقت سے مقید نہ کیا گیا۔ ۷۔ جو چیزیں قرآن میں حرام کی گئیں وہ اللہ کی حرام فرمائی ہوئی ہیں۔ جیسے سور مردار وغیرہ اور جو چیزیں حدیث پاک میں حرام فرمائی گئیں' وہ رسول اللہ نے حرام فرمائیں جیسے کتا، بلا وغیرہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے حرام فرمانے کا اختیار دیا ہے ۸۔ یہاں حق سے مراد یا سچا دین ہے یا غیر منسوخ اور باقی دین یا حق تعالیٰ کا نام ہے یعنی سچا دین یا ہمیشہ رہنے والا۔ منسوخ نہ ہونے والا دین یا اللہ تعالیٰ کا دین۔ پہلی صورتوں میں حق دین کی صفت ہے اور آخر صورت میں دین کا مضاف الیہ (روح) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق سے مراد حضور کی ذات مبارک ہو یعنی محمد رسول اللہ کا دین ۹۔ مِنْ بیانیہ ہے اور یہ لَا يُؤْمِنُوْنَ کا بیان ہے۔ یعنی بے ایمان اہل کتاب کفار سے لڑو، جہاد کرو۔ ۱۰۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفار عرب میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جائے گا۔ مشرکین عرب کے لئے یا قتل ہے

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى

یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دے گا [۱] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ

مشرک نرے ناپاک ہیں [۲] تو اس برس کے بعد

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں [۳] اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ

تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے [۴] بیشک

اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ علم و حکمت والا ہے [۵] لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

اللہ پر اور قیامت پر [۶] اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ

حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے [۷] اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے [۸] یعنی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

وہ جو کتاب دیئے گئے [۹] جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ

عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

نہ دیں [۱۰] ذلیل ہو کر [۱۱] اور یہودی بولے

عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ

عزیر اللہ کا بیٹا ہے [۱۲] اور نصرانی بولے مسیح اللہ

ع ۱۰

یا اسلام۔ دوسرے یہ کہ جزیہ نقد وصول کیا جائے گا ادھار نہیں۔ تیسرے یہ کہ کافر کو اپنا جزیہ خود لے کر حاضر ہونا ضروری ہو گا۔ نوکر وغیرہ کے ذریعے نہیں بھیج سکتا۔ کیونکہ عن ید فرمایا۔ چوتھے یہ کہ کافر پیادہ قاضی کے پاس آئے گا جیسے کہ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ حنفیہ کے نزدیک عجم کے مشرکین اہل کتاب کی طرح جزیہ دیں گے۔ شوافع کے نزدیک نہیں۔ کوئی مشرک جزیہ نہ دے گا۔ اسلام یا قتل کا مستحق ہو گا۔ دونوں کی دلیل یہ ہی آیت ہے ۱۱۔ یہ جزیہ عجم کے تمام مشرکین پر بھی ہو گا۔ خیال رہے کہ جزیہ حق حفاظت ہے۔ چونکہ سلطان اسلام کفار کی حفاظت کرتا ہے' کفار کے آرام و آسائش کا انتظام کرتا ہے' اس کے عوض ان سے کچھ مال لیا جاتا ہے۔ جیسے آج حکومتیں ٹیکس لیتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں سے جانوروں کی زکوٰۃ وغیرہ بہت سی قسم کے مال لئے جاتے ہیں ۱۲۔ شان

اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ

کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں [۱] اگلے کافروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى

سی بات بناتے ہیں [۲] اللہ انہیں مارے [۳] کہاں

يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا

اوندھے جاتے ہیں انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا

خدا بنا لیا [۴] اور مسیح بن مریم کو [۵] اور انہیں حکم نہ تھا

اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ

مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں [۶] اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ

Page-305.bmp

ان کے شرک سے [۷] چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور [۸] اپنے منہ سے

بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ

بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا بڑے

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

برا مانیں کافر [۹] وہی ہے جس نے اپنا رسول [۱۰]

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا [۱۱] کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے [۱۲]

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

پڑے برا مانیں مشرک [۱۳] اے ایمان والو بے شک

كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ

بہت پادری اور جوگی [۱۴] لوگوں کا مال

(بقیہ صفحہ ۳۰۴) شان نزول یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ ہم آپ کو کیسے مانیں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا۔ دوسرے یہ کہ آپ عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

ا۔ یعنی ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ صرف ان کے منہ کی بکواس ہے۔ ۲۔ یعنی مشرکین عرب جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے۔ ان اہل کتاب نے نبیوں کو خدا کا بیٹا بنایا تھا پھر فرق کیا رہا۔ لیکن چونکہ اہل کتاب اس شرک کے باوجود ایک پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس لئے انہیں اہل کتاب کہا گیا اور ان کے احکام ہلکے ہوئے ۳۔ یہ کلام اظہار غضب و عتاب کے لئے ہے نہ کہ بددعا کے لئے۔ رب تعالیٰ بددعا سے پاک ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائے گی گویا اسے رب بنا لیا گیا اور اللہ کے فرمان کے ماتحت علماء اولیاء صالحین کی اطاعت عین رسول کی اطاعت ہے۔ رب فرماتا ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ عیسائی' یہودی رب کے مقابل اپنے پادریوں' جوگیوں کی بات مانتے تھے اور اپنے گناہ ان سے معاف کراتے۔ اس لئے یہ فرمایا گیا۔ مسلمان کسی ولی پیر کے متعلق یہ معاملہ نہیں کرتے ۵۔ انہیں بھی خدا بنا لیا کہ انہیں خدا کا بیٹا مان لیا۔ بیٹا باپ کی جنس ہوتا ہے۔ ۶۔ یعنی توریت و انجیل میں بھی انہیں یہ حکم دیا گیا تھا ۷۔ معلوم ہوا کہ یہ اہل کتاب بھی مشرک ہیں اگرچہ ان کے احکام جداگانہ ہیں ۸۔ اس جگہ نور سے مراد حضور بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگلی آیت میں حضور کا ذکر ہے۔ وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہاں نور بجھانے سے مراد حضور کا دین مٹانا ہے۔ یا قرآن کو شائع نہ ہونے دینا یا حضور کا ذکر روکنا' حضور کے فضائل سے چڑ جانا کہ ان کی ان حرکتوں سے حضور کی شان میں فرق نہیں آتا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی شان کے مظہر ہیں۔ اگر رب کو پہچاننا ہو تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ کو رسول بنا کر بھیجا۔ لہٰذا حضور ذات و صفات کے مظہر ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ سچا دین اور ہدایت حضور کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں جیسے آفتاب کے ساتھ روشنی۔ کہ حضور کو چھوڑ کر نہ ہدایت ملتی ہے نہ سچا دین کیونکہ یہاں الصاق کی ب' ارشاد ہوئی۔ اگر صرف قرآن سے ہدایت مل جاتی تو حضور کو دنیا میں کیوں بھیجا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضور کبھی ہدایت اور سچے دین سے الگ نہ ہوئے کیونکہ یہ دونوں حضور کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جو انہیں ایک آن کے لئے بھی ہدایت سے الگ مانے وہ بے دین ہے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ آپ کے دین سے تمام آسمانی دین منسوخ فرمادے۔ آپ کے دین کو دوسرے دینوں پر دینی غلبہ رہے۔ آج بھی قرآن تمام دینی کتابوں پر' مسجدیں تمام دینی عبادت گاہوں پر' حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں پر غالب ہے جو آج بھی دیکھا جارہا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری پر تمام دنیا میں صرف اسلام رہے گا۔ باقی تمام دین مٹ جائیں گے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کی عظمت و عزت کو ناپسند کرے وہ مشرک ہے ۱۳۔ احبار علمائے یہود کا اور رہبان ان کے جوگیوں کا لقب تھا۔ اس آیت میں مسلمانوں کے مولوی پیر داخل نہیں۔ جیسا کہ آج کل بعض وہابیوں نے سمجھا۔ کیونکہ یہ آیت صحابہ کے زمانے میں اتری۔ وہ حضرات کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کھاتے تھے اور نہ کسی کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت اور جو کام خود اپنے پر فرض ہے اس کی اجرت باطل ہے۔ گا بجا کر پیسے لینا یا غلط وکالت کی کمائی۔ نماز فرض کی اجرت' تبلیغ دین جو اپنے پر فرض ہو اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) جائز کام کی اجرت جائز ہے۔ جیسے تعلیم قرآن' امامت' کہیں جا کر وعظ کہنے کی اجرت جائز ہے۔ جب اور لوگ بھی یہ کام کرنے والے موجود ہوں۔ کیونکہ اس وقت یہ امور اس پر فرض نہیں ۲۔ یعنی ناجائز طور پر اس طرح کہ اس میں سے زکوٰۃ و صدقات واجبہ ادا نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال جمع کرنا جائز ہے جبکہ حقوق مالیہ ادا کئے جاویں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ کیسے واجب ہوتی۔ زکوٰۃ تو سال بھر تک مال

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ناحق کھا جاتے ہیں لے اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا لہ اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى

خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا

عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ

جائے گا جہنم کی آگ میں لہ پھر اس سے داغیں گے انکی پیشانیاں اور کروٹیں

وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا

اور پیٹھیں لہ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا ۵ اب چکھو مزا اس

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا

جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ

عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

مہینے ہیں لہ اللہ کی کتاب میں لہ جب سے اس نے آسمان اور

الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ

زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں لہ یہ سیدھا دین ہے

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو لہ اور مشرکوں سے ہر وقت

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ

لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں لہ اور جان لو کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ

پرہیزگاروں کے ساتھ ہے لہ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر

جمع رہنے پر واجب ہوتی ہے۔ نیز حضرت عثمان اور زبیر ابن عوام وغیرہ صحابہ کرام غنی کیونکر ہوتے۔ اسی لئے مال میں فضول خرچی حرام فرما دی گئی۔ تا کہ اس سے مال برباد نہ ہو ۳۔ اتنا گرم کیا جاوے گا کہ سفید پڑ جاوے گا (خزائن) ۴۔ کیونکہ دنیا میں کنجوس مالدار فقیر کو دیکھ کر منہ بگاڑتا تھا۔ پھر اس کی طرف سے کروٹ پھیر لیتا تھا۔ پھر پیٹھ دکھا کر چل دیتا تھا۔ لہٰذا ان ہی تین اعضاء کو داغا جائے گا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے لئے جوڑ کر رکھا جائے وہ برا نہیں۔ لہٰذا وقف مال میں زکوٰۃ نہیں۔ خواہ لاکھوں روپیہ ہوں۔ خیال رہے کہ اپنے لئے جوڑنے میں اپنی ذات کے لئے' اپنی اولاد کے لئے' اپنے عزیز و اقارب کے لئے جوڑنا سب ہی داخل ہیں۔ جب اس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ رب کے ہاں قمری مہینوں کا اعتبار ہے کیونکہ محرم مہینے قمری ہی تھے۔ اسی لئے ہماری تمام عبادتیں زکوٰۃ' روزے' حج' قمری مہینوں سے ہوتے ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا بعض دفعہ سال میں تیرہ مہینے بنا دینا گمراہی ہے۔ سال کے بارہ مہینے چاہئیں اور مہینہ کے دن ۲۹ یا ۳۰ ہوں۔ ان لوگوں نے موسم کی پابندی کے لئے یہ تمام حرکات کیں ۸۔ تین تو ملے ہوئے ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم اور ایک علیحدہ یعنی رجب' یہ اسلام سے پہلے ہی محترم مانے جاتے تھے' اسلام میں بھی۔ مگر اب ان مہینوں میں جہاد کرنا حرام نہیں رہا۔ ہاں ان کا احترام اب بھی باقی ہے کہ ان میں عبادات کی جاویں' گناہ سے بچا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہینے' تمام دن' تمام ساعتیں درجے میں برابر نہیں تو انسان آپس میں برابر کیسے ہو سکتے ہیں ۹۔ یعنی خصوصیت سے ان چار مہینوں میں گناہ نہ کرو کہ ان میں گناہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ یا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ۱۰۔ یعنی ہر وقت ہر جگہ ہر اس کافر سے لڑو جو تم سے لڑے یعنی حربی۔ اس سے حرام مہینوں میں جنگ کی ممانعت منسوخ ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذمی اور مستامن کافر سے جنگ کرنی حرام ہے۔ ان کے خون ہمارے خون ہیں ۱۱۔ لہٰذا جہاد کے وقت تقویٰ و طہارت اختیار کرو۔ یہ تمہارے لئے بہترین ہتھیار ہے۔

۱۔ کفار عرب محترم مہینوں یعنی رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم کی حرمت کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ حرام سمجھتے تھے لیکن اگر کبھی دوران جنگ میں یہ مہینے آجاتے تو انہیں ناگوار گذرتا اس لئے محرم کو صفر اور بجائے اس کے صفر کو محرم بنالیتے یا جب کبھی حرمت کے ہٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کرلیتے تھے۔ اس طرح تحریم کے مہینے سال میں گردش کرتے رہتے تھے۔ اس تبدیلی کا نام نسئ ہے۔ جس کی برائی یہاں بیان ہوئی۔ چونکہ مہینوں دنوں کا تقرر رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اس میں تبدیلی کرنی سخت جرم ہے اگر آج کوئی دوشنبہ کو جمعہ بنا کر اس دن جمعہ کی نماز پڑھے یا ربیع الاول کو بقرعید بنا کر اس میں قربانی و حج کرے وہ ایسے ہی کافر ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ یا حضور کا منکر کافر ہے کہ اس میں احکام اسلامی کا انکار اور رب تعالیٰ کے تقرر کا مٹانا ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہینوں اور وقتوں میں تبدیلی کفار کا طریقہ ہے' دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کمی ہوسکتی ہے۔ بعض کافر بعض سے سخت تر ہیں۔ مگر یہ زیادتی کیفیت کفر میں ہے نہ کہ مقدار کفر میں ۳۔ اب بھی مشرکین ہند کچھ سال کے بعد لوند کا مہینہ لگاتے ہیں۔ حضرت آمنہ کا حاملہ ہونا ماہ رجب میں تھا مگر اس سال کفار نے اسے ذی الحجہ بنا کر حج کیا تھا۔ اس لئے روایات میں آتا ہے کہ حمل شریف کا استقرار منیٰ میں رمی جمرہ کے بعد ہوا۔ یہ ہی اس کا مطلب ہے ورنہ حمل شریف کے ۹ ماہ نہیں بنتے۔ ۴۔ کیونکہ جس سال کفار محرم کو صفر بنا کر اس میں جنگ کریں تو گویا اس سال انہوں نے حرام جنگ کو حلال بنا لیا ۵۔ یعنی وہ کفار ہر سال چار مہینے ہی حرام بناتے ہیں اور ان چار کی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تخصیص و تعین میں فرق کرلیتے ہیں ۶۔ یعنی مہینوں میں تبدیلی گناہ ہے مگر شیطان نے انہیں سمجھا دیا کہ نیکی ہے۔ اب وہ یہ کام نیکی سمجھ کر کرتے ہیں ۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو نیک اعمال کی توفیق نہیں دیتا یا جب تک وہ کافر رہیں انہیں اپنے تک پہنچنے کی راہ نہیں دکھاتا یا قیامت میں کفار کو جنت کی راہ نہ دکھائے گا۔ بہرحال آیت پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ ہزارہا کفار کو ہدایت مل جاتی ہے اور وہ مسلمان ہوجاتے ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہوجاتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں سستی کرنے والوں کو مومن فرمایا حالانکہ جہاد میں سستی کرنا گناہ ہے۔ ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دینے کے لئے نازل ہوئی۔ یہ غزوہ ماہ رجب ۹ھ میں غزوہ طائف کے بعد واقع ہوا۔ تبوک مدینہ منورہ سے ۱۴ منزل کے فاصلہ پر شام کی جانب واقع ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ بڑے اہتمام سے کیا۔ اس موقعہ پر قحط سالی۔ مسلمانوں پر سخت تنگی تھی۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ اس غزوہ میں عثمان غنی نے دس ہزار مجاہدوں کو سامان جہاد۔ دس ہزار اشرفیاں۔ نو سو اونٹ' سو گھوڑے مع سامان دیئے اور اس غزوہ میں ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کا سارا مال' عمر فاروق نے آدھا مال حاضر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا اور خود تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں عبداللہ ابن ابی منافق مع تمام منافقوں کے ثنیتہ الوداع تک جا کر واپس لوٹ آیا۔ اس غزوہ میں تبوک کا کنواں جس میں پانی بہت تھوڑا تھا حضور کی کلی کی برکت سے پانی سے بھر گیا جو تمام غازیوں اور ان کے جانوروں کو کافی ہوا۔ اس غزوہ میں جنگ نہ ہوئی بلکہ ہرقل بادشاہ روم پر مسلمانوں کا رعب طاری ہوگیا۔ اکیہ پر جو دومتہ الجندل کا حاکم تھا اور ایلہ کے حاکم پر جزیہ مقرر فرما کر حضور نے واپسی فرمائی۔ اس غزوہ کے بعد حضرت

يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهُ

میں بڑھنا اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ۲ ایک برس اسے ۳ حلال ٹھہراتے ہیں

عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ

اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں ۴ کہ اس گنتی کے برابر ہوجائیں جو اللہ نے حرام

اللّٰهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

فرمائی ۵ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کرلیں ان کے برے کام انکی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں ۶

الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿۳۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَا لَكُمْ

اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ۷ اے ایمان والوں تمہیں کیا ہوا ۸

اِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى

جب تم سے کہا جاوے خدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ

الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

جاتے ہو ۹ کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کرلی

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾

اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا ۱۰

اِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

اگر نہ کوچ کروگے تو تمہیں سخت سزا دے گا ۱۱ اور تمہاری جگہ اور لوگ

غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

لے آئے گا ۱۲ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے

قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ

ہے اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو ۱۳ تو بیشک اللہ نے انکی مدد فرمائی جب کافروں

الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ

کی شرارت سے ۱۴ انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے ۱۵ جب ۱۶ وہ دونوں غار میں تھے ۱۷

ع ۱۱

(بقیہ صفحہ ۳۰۷) کعب ابن مالک اور ہلال ابن امیہ اور مرارہ ابن ربیع کا بائیکاٹ کیا گیا تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ یہ سب فانی ہے اور آخرت باقی لہٰذا یہ تھوڑا ہے اور آخرت بہت ۱۱۔ اس طرح کہ تم کو قحط سالی وغیرہ دوسری آفتوں کے ذریعہ ہلاک کر دے گا معلوم ہوا کہ گناہ دنیاوی آفتوں کا سبب ہیں جیسے کہ نیک اعمال رحمت کا باعث ہیں ۱۲۔ جو حضور کے مطیع دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والے ہوں گے جیسے اہل یمن اور اہل فارس (روح) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ نیز اسلام کی اشاعت ہم پر موقوف نہیں۔ ہم سے پہلے بھی اسلام تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا ۱۳۔ تو اللہ تعالیٰ غیب سے

يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ

جب اپنے یار سے فرماتے تھے ۱؎ غم نہ کھا ۲؎ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے ۳؎ تو اللہ نے اس

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

پر اپنا سکینہ اتارا ۴؎ اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں ۵؎

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ

اور کافروں کی بات نیچے ڈالی ۶؎ اللہ ہی کا

هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ

بول بالا ہے ۷؎ اور اللہ غالب حکمت والا ہے کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے ۸؎

ثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ

اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے ۹؎

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو اگر کوئی

Page-308.bmp

عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ

قریب مال یا متوسط سفر ہوتا ۱۰؎ تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے ۱۱؎ مگر ان پر

بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ

تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا ۱۲؎ اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے ۱۳؎ کہ ہم سے بن

اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ

پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں ۱۴؎

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف

لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

کرے ۱۵؎ تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے ۱۶؎ تم پر سچے

ع ۵ ۱۲

ان کی مدد فرمائے گا۔ جیسے ہجرت کے موقع پر کی تھی۔ لہٰذا فقد کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی دلیل ہے اور آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ سبحان اللہ بہت پاکیزہ ترجمہ ہے۔ یعنی یہاں فعل کی نسبت سبب کی طرف ہے کیونکہ کفار حضور کی ہجرت کا سبب تھے ورنہ ہجرت رب تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ۱۵۔ خیال رہے کہ حضور کو مکہ مکرمہ سے باہر لے جانے والا رب ہے نہ کہ مشرکین۔ وہ تو شہید کرنا چاہتے تھے لیکن چونکہ اس ہجرت کا سبب یہ کفار تھے اس لئے انہیں فاعل قرار دیا گیا۔ یہ بھی خیال رہے ثَانِيَ اثْنَيْنِ اَخْرَجَهُ کی ہ ضمیر سے حال ہے تو معنی یہ ہوئے کہ مشرکین نے اس حال میں نکالا کہ وہ دو میں کے ایک تھے یعنی ابوبکر صدیق کو بھی نکالا۔ ۱۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق جو حضور کے یار غار ہیں۔ لفظ یار غار اس آیت سے حاصل ہوا۔ آج بھی دلی دوست اور باوفا یار کو یار غار کہا جاتا ہے

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت قطعی ایمانی قرآنی ہے لہٰذا اس کا انکار کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدیق اکبر کا درجہ حضور کے بعد سب سے بڑا ہے کہ انہیں رب نے حضور کا ثانی فرمایا۔ اس لئے حضور نے انہیں اپنے مصلے پر امام بنایا۔ آپ چار پشت کے صحابی ہیں۔ والدین بھی' خود بھی' ساری اولاد بھی' اولاد کی اولاد بھی صحابی' جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خلافت صدیق اکبر کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ انہیں دوسرا بنا چکا پھر انہیں تیسرا یا چوتھا کرنے والا کون ہے وہ تو قبر میں بھی دوسرے ہیں' حشر میں بھی دوسرے ہوں گے ۲۔ مجھ پر غم نہ کھاؤ کیونکہ صدیق اکبر کو اس وقت اپنا غم نہ تھا خود تو سانپ سے کٹوا چکے تھے حضور پر فدا ہو چکے تھے اگر اپنا غم ہوتا تو حضور کو کندھے پر اٹھا کر گیارہ میل پہاڑ کی بلندی پر نہ چڑھتے اور اکیلے غار میں اندھیرے میں داخل نہ ہوتے سانپ سے نہ کٹواتے۔ ان کا یہ غم بھی عبادت تھا اور حضور کا تسکین دینا بھی عبادت چنانچہ رب تعالیٰ نے ان دونوں ہستیوں کو مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈوں کے ذریعے بچایا ۳۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ میرے ساتھ میرا رب ہے یعنی تمہارے ساتھ رب نہیں میرے ساتھ ہے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی میرے ساتھ بھی ہے اور تمہارے ساتھ بھی جس کے ساتھ رب ہو وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ابوبکر صدیق کے ساتھ تھا اور رہا جیسے حضور کے ساتھ ۴۔ معلوم ہوا کہ سکینہ کا نزول صدیق اکبر پر ہوا کیونکہ اس وقت بے چینی انہیں کو تھی۔ حضور کا قلب مبارک تو پہلے سے ہی چین میں تھا۔ نیز اس سے قریب میں صدیق اکبر کا ہی ذکر ہوا۔ لصاحبہ اور ضمیر حتی الامکان قریب کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ حضرت صدیق کا خیال تھا کہ کافر غار کے منہ پر آ گئے۔ اگر حضور پر مطلع ہو گئے تو حضور کو دکھ دیں گے۔ ۵۔ غزوہ بدر و حنین و

باقی صہ ۹۶۱ پر

ا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین بیماری آزاری کے بہانے بنا کر حضور سے گھر رہ جانے کی اجازت چاہنے لگے۔ حضور نے اجازت دے دی۔ اس کے متعلق یہ آیات ہیں۔ حضور کی یہ اجازت بے علمی کی بنا پر نہ تھی بلکہ دیگر مصلحتوں پر ۲۔ اللہ پر ایمان رکھنے میں رسول اللہ پر ایمان رکھنا بھی داخل ہے کیونکہ ایمان سے مراد ایمان صحیح ہے وہ وہی ہے جو رسول کے ساتھ ہو ورنہ اللہ کو منافق بھی مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے موقع پر معذرتیں کرنا منافق کی علامت تھی ۳۔ یعنی جہاد کے موقعہ پر بہانہ بنا کر رہ جانے کی اجازت مانگنا منافقین کی علامت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان نہ لانا درحقیقت رب کا انکار ہے کیونکہ منافق اللہ کو تو مانتے تھے حضور کے منکر تھے مگر ارشاد ہوا۔ کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ۴۔ اس طرح کہ اسلام کی حقانیت اور کفر کے بطلان پر انہیں یقین نہیں۔ نہ اس کے عکس کا یقین ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح ہوئی تو بولے کہ شاید اسلام برحق ہے اور اگر کفار کو فتح ہو گئی تو بولے کہ شاید یہ لوگ برحق ہیں ورنہ انہیں فتح کیوں ہوتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ انہیں اللہ رسول کے وعدوں پر یقین نہیں حضور کی خبروں پر اطمینان نہیں معلوم ہوا کہ جو حضور کے علم غیب یا آپ کی خبروں کی حقانیت میں تردد کرے وہ منافق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو دلی اطمینان عطا فرماتا ہے۔ جتنا ایمان قوی اتنا ہی اطمینان قوی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۵۔ یعنی منافقین ظاہر تو یہ کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں جانے کو تیار تھے لیکن اچانک بیماری لاچاری کی وجہ سے رک گئے لیکن جھوٹے ہیں کیونکہ انہوں نے سفر جہاد کی کوئی تیاری پہلے سے ہی نہ کی۔ ان کی نیت اول سے نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے ۶۔ یعنی انکے بال بچوں یا ساتھیوں نے یا شیطان نے انہیں مشورہ دیا یا اللہ تعالیٰ نے غیبی طور پر ان کے دل میں ڈالا۔ پہلی صورت میں قول سے مراد ظاہر طور پر کہنا ہے اور دوسری صورت میں دل میں ڈالنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ آخری معنی زیادہ قوی ہیں کہ روش کلام کے مطابق ہیں اس لئے ترجمہ میں' فرمایا گیا کہا ے۔ عورتوں' بوڑھوں' بچوں' بیماروں کے ساتھ ۸۔ اس طرح کہ تمہیں کافروں سے ڈراتے' آپس میں لڑاتے' تمہارے سامنے کافروں کی تعریفیں اور مسلمانوں کی برائیاں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق نیکی بھی بری نیت سے کرتا ہے۔ مسجد میں جوتی چرانے جاتا ہے۔ ۹۔ تمہاری باتیں اس لئے سنتے ہیں کہ کفار تک پہنچائیں وہ منافق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کلمہ گو کا کفار کا جاسوس بننا نفاق کی علامت ہے۔ اس صورت میں لھم کی ضمیر کفار کی طرف ہے یا یہ معنی ہیں کہ اے مسلمانو تم میں بعض نو مسلم ایسے بھولے بھالے۔ ضعیف الاعتقاد لوگ موجود ہیں جو منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور ان کے بھڑکانے سے بھڑک جاتے ہیں

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ

اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے لہ اور وہ جو اللہ اور قیامت پر

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا

ایمان رکھتے ہیں ٹہ تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾

مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ

نہیں رکھتے تہ اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں تہ تو وہ اپنے شک میں

رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ

ڈانواں ڈول ہیں انہیں نکلنا منظور ہوتا

لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ

تو اس کا سامان کرتے ھ مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ

میں کاہلی بھر دی اور فرمایا گیا تہ کہ بیٹھ رہو بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ ہ اگر

خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوْضَعُوْا

وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا ہ اور تم میں فتنہ

خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ

ڈالنے کو تمہارے بیچ میں غرابیں دوڑاتے اور تم میں ان کے جاسوس

لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا

موجود ہیں ہ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو بیشک انہوں نے پہلے ہی فتنہ

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتّٰى جَآءَ

چاہا تھا ۱ اور اے محبوب تمہارے لئے تدبیریں الٹی پلٹیں ۲ یہاں تک کہ

الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ

حق آیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا اور انہیں ناگوار تھا ۳ اور ان میں کوئی تم سے

مَّنْ يَّقُولُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ

یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے ۴ سن لو وہ فتنہ ہی

سَقَطُوا ؕ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

میں پڑے ۵ اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو

إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ

اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے ۶ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے ۷

يَّقُولُوا قَدْ أَخَذْنَآ أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّ

تو کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا ۸ اور خوشیاں

هُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ

مناتے پھر جائیں تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے

اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

لئے لکھ دیا ۹ وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ

تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا ۱۰

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس

مِّنْ عِنْدِهٖٓ أَوْ بِأَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا إِنَّا مَعَكُمْ

سے ۱۱ یا ہمارے ہاتھوں تو اب راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ساتھ

۱۔ غزوہ تبوک سے پہلے جنگ احد میں کہ عبداللہ بن ابی منافق تمہیں بزدل بنانے کے لئے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر احد سے لوٹ گیا جبکہ مسلمانوں پر شدت کا وقت تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے پہلے دھوکا ہو چکا ہو' اس سے آئندہ احتیاط لازم ہے۔ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا۔ ۲۔ یعنی منافقین کی تدبیریں رب کے فضل سے آپ کے حق میں الٹی ہوئیں کہ انہوں نے احد۔ تبوک وغیرہ میں مسلمانوں کو مغلوب کرنے کفار کو فاتح بنانے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر رب کے کرم سے اس کا اثر الٹا ہوا کہ احد میں کفار کا منشا پورا نہ ہوا اور تبوک میں کفار صلح وغیرہ پر تیار ہو گئے۔ اگر مسلمان پختہ مومن بنیں تو انشاء اللہ ان کے خلاف کفار کی تدبیریں ہمیشہ الٹی پڑیں گی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین ہماری خوشی پر بظاہر خوش ہو جاتے ہیں۔ مبارکباد دیتے ہیں مگر ان کے دل جلتے ہیں ۴۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جد ابن قیس منافق سے فرمایا کہ جنگ تبوک میں چلنے کی تیاری کرو۔ وہ بولا کہ میری قوم جانتی ہے کہ مجھے عورتوں سے بہت رغبت ہے اگر میں ان رومیوں کے مقابل گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ ان کی حسین عورتیں دیکھ کر ان پر فریفتہ ہو جاؤں اور فتنہ میں پڑ جاؤں۔ مجھے وہاں نہ لے جائیے۔ فتنہ میں واقع نہ فرمائیے۔ تب یہ آیت اتری ۵۔ کیونکہ جہاد میں نہ جانا۔ حضور کا حکم نہ ماننا' مذاق اڑانا۔ بڑا بھاری فتنہ ہے ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کی مصیبت پر خوش ہونا کافروں کا کام ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی خوشی پر غم کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ مسلمان ہمیشہ اپنی قوم کے رنج و خوشی میں برابر کے شریک ہیں۔ ایک عضو کے بیمار ہونے پر سارے اعضاء بے قرار ہوتے ہیں جسے قرار ہو وہ بیکار ہوتا ہے یعنی سوکھا ہوا ۷۔ مصیبت سے مراد قتل یا زخم یا ہزیمت ہے اور بظاہر خطاب حضور سے ہے۔ لیکن درحقیقت تمام مسلمانوں سے خطاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں پشت نہ دی۔ جو یہ کہے۔ توبہ کا حکم دیا جائے گا حضور اشجع الاشجعین ہیں۔ آپ جیسا بہادر کوئی نہ ہوا۔ ۸۔ اس طرح کہ جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ خدا میں تکلیف سے بچ جانا نقصان ہے اور تکلیف برداشت کرنی فائدہ ہے جو راہ حق میں زیادہ خرچ کرے وہ نفع میں ہے اور جو کم خرچ کرے وہ نقصان میں ہے۔ وہاں کا معاملہ یہاں کے برعکس ہے ۹۔ اگر لنا میں لام نفع کا ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ ہر رنج و راحت ہمارے لئے فائدہ مند ہے ۱۰۔ غنیمت یا شہادت کا۔ معلوم ہوا کہ مومن کی مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ اس پر صابر رہ کر بڑا ثواب حاصل کرتا ہے۔ شہادت وغیرہ اس کی قسمیں ہیں۔ مومن کی مثال یہ ہے کہ مار آئے تو غازی' مر گئے تو شہید لٹ گئے تو روزہ لوٹ لائے تو عید۔ بہرحال نفع ہی نفع ہے ۱۱۔ اس طرح کہ تمہیں کفر پر موت آئے اور تم عذاب قبر اور عذاب حشر میں گرفتار ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ثمود و عاد کی طرح تم پر غیبی عذاب آوے۔ اس لئے کہ خاص طور پر مسخ و خسف اب بھی آسکتے ہیں۔ حضور کی تشریف آوری سے عام غیبی عذاب بند ہوئے ہیں نہ کہ خاص عذاب چنانچہ قرب قیامت بعض لوگوں کی صورتیں مسخ بھی ہوں گی اور بعض زمین میں دھنسائے جائیں گے۔

۱۔ شان نزول۔ جد ابن قیس منافق نے غزوہ تبوک میں جانے سے معذرت کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا ہاں خرچ جہاد کے لئے مال دوں گا۔ اس پر یہ آیت آئی خیال رہے کہ یہاں انفقوا امر وجوب کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ جملہ خبریہ کے معنی میں ہے اور قبول نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبول نہ فرمائیں گے۔ یا رب تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ روح البیان نے فرمایا کہ پھر جد ابن قیس مخلص مسلمان ہو گیا اور خلافت عثمانی میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ کافر کی عبادت قبول نہیں۔ اسی شاخ میں پھل لگتا ہے جو جڑ سے وابستہ ہو۔ اعمال کے قبول ہونے کی شرط حضور کی غلامی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ

مُتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ

راہ دیکھ رہے ہیں تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے تم سے ہرگز

مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ

قبول نہ ہوگا۔ بیشک تم بے حکم لوگ ہو ۱ اور وہ جو خرچ کرتے ہیں

تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے ۲

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ

اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے ۳ اور خرچ نہیں کرتے

اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ

مگر ناگواری سے ۴ تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد کا

اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ

تعجب نہ آئے ۵ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ

وبال ڈالے ۶ اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ۷ اللہ کی قسمیں کھاتے

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں ۸ ہاں وہ لوگ

يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا

ڈرتے ہیں اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ

تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں گے ۹ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ

فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ

صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے ۱۰ تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں

سستی سے نماز پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اس سے بہت سے مسائل فقہیہ نکالے جا سکتے ہیں۔ تنگ وقت میں نماز پڑھنا۔ بغیر جماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو جانا۔ ننگے سر نماز پڑھنا۔ کھلے بٹن یا آستین چڑھائے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ یہ کاہلی کی علامات ہیں۔ ۴۔ کیونکہ منافق اس خیرات کے ثواب کے قائل نہیں صرف اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے خیرات کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چندہ کسی کی رو رعایت یا طعن سے بچنے یا فخر کے طور پر دیا جائے اس پر ثواب نہیں ۵۔ اس میں مسلمانوں کو خطاب ہے کہ تم ان منافقوں کی مالداری پر حیرت نہ کرو کہ جب یہ مردود ہیں تو انہیں اتنا مال کیوں ملا ورنہ حضور کی نگاہ میں ان کے مال کی مچھر کے پر برابر بھی عزت نہ تھی ۶۔ اس طرح کہ محنت سے جمع کریں۔ مشقت سے اس کی حفاظت کریں اور حسرت سے چھوڑ کر مریں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جو مال' اولاد رب سے غافل کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ اس سے بچائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مالدار کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے اور اسے دگنی تکلیف ہوتی ہے۔ دنیا سے جانے اور مال چھوڑنے کی مومن کی جان آسانی سے نکلتی ہے کہ وہ اسے حضور سے ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کی موت کے دن کو عرس کہا جاتا ہے یعنی شادی اور دولہا سے ملاقات کا دن۔ موت ایک ریل ہے جو مجرم کو پھانسی کی جگہ اور دولہا کو برات کی جگہ پہنچاتی ہے۔ مومن کے لئے موت ملنے کا دن ہے کافر کے لئے چھوٹنے کا دن ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے' مومن کا کام نہیں' دوسرے یہ کہ قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دینا منافق کی علامت ہے۔ مومن کو اس کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسے لوگ ویسے ہی مومن سمجھتے ہیں۔ یہ علامات آج بھی دیکھی جا رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب عمل قول کے مطابق نہ ہو تو قول کا کوئی اعتبار نہیں منافق قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے تھے مگر رب نے فرمایا کہ وہ تم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔

چوتھے یہ کہ مسلمان دو طرح کے ہیں۔ دینی مسلمان اور قومی مسلمان۔ منافقین قومی مسلمان تھے دینی نہ تھے۔ اس لئے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ انہیں کفار کی طرح قتل نہ کیا گیا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مومن نہ تھے مَاهُمْ مِّنْكُمْ کے یہ ہی معنی ہیں۔ آج بھی مسلمانوں کے تہتر فرقے قومی مسلمان ہیں۔ مگر ہر فرقہ دینی مسلمان نہیں۔ ہاں ان کا شمار مسلم قوم میں ہے۔ ۹۔ یعنی تمہارے پاس سے بھاگ جاویں تاکہ تمہاری شکل تک بھی نہ دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی جنس سے میلان رکھتا ہے۔ منافق مسلمانوں میں ایسا ہے جیسے طوطی کے ساتھ کوا ۱۰۔ شان نزول۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ حرقوص ابن زہیر تمیمی نے جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا۔ کہا کہ یا رسول اللہ آپ انصاف کریں۔ عمر فاروق نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا گیا اور

(بقیہ صفحہ ۳۱۱) ارشاد ہوا کہ اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے بڑھ کر نمازی اور قرآن خواں ہوں گے مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (خوارج - وہابی) اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کسی فعل شریف پر اعتراض کرنا کفر ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع پر حضور سے راضی ہو جانا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جانا منافق کی خاص علامت ہے' ایسا آدمی حضور پر ایمان نہیں لایا بلکہ اپنے نفس پر ایمان لایا ہے۔ یہ کتے سے بدتر ہے کہ کتا مالک کی مار کھا کر بھی اس کا دروازہ نہیں چھوڑتا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہمیں ایمان دیا' دوزخ سے بچایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے بلکہ جو اللہ دیتا ہے حضور کے ذریعے سے دیتا ہے ۳۔ مال ملے یا نہ ملے اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہم کو کافی ہے یہ مومن کی علامت ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر نعمت حضور دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا اور حضور کی عطا بغیر کسی قید کے مذکور ہوئی ۵۔ عامل وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بادشاہ اسلام کی طرف سے مقرر ہوں۔ ان کی تنخواہ زکوٰۃ سے دی جاوے اگرچہ وہ غنی ہوں بشرطیکہ سید ہاشمی نہ ہوں۔ سید حضرات اگر عامل ہوں تو انہیں دوسرے مال سے تنخواہ دو' زکوٰۃ سے نہ دو۔ خیال رہے کہ ظاہر مال' جانور یا پیداوار کی زکوٰۃ سلطان اسلام وصول کرتے تھے۔ باطنی مال سونے چاندی کی زکوٰۃ خود مالدار دیتے تھے۔ لیکن اب دونوں زکوٰتیں خود مالدار دے کیونکہ سلاطین کے عدل کی امید نہیں ۶۔ یعنی وہ کفار جن کے ایمان کی امید ہو یا وہ نو مسلم جن کے دلوں میں ابھی ایمان جاگزین نہیں ہوا ہو یا وہ سخت کافر جس کے فتنے کا اندیشہ ہو پہلی اور تیسری قسمیں خارج ہو چکیں' دوسری قسم اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے ۷۔ اس طرح کہ مکاتب غلام کو زکوٰۃ سے مال دو کہ وہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔ مکاتب وہ غلام ہے جسے مولا نے کہہ دیا ہو کہ اتنا روپیہ دے دے تو تو آزاد ہے۔ ۸۔ یعنی بے سامان غازی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف ان لوگوں کو دی جاوے جو یہاں مذکور ہوئے۔ انہیں مالک کیا جاوے۔ لہٰذا مسجد' خانقاہ' مردے کے کفن میں نہ دی جاوے کیونکہ یہ ان آٹھ کے علاوہ ہیں نیز ان کا کوئی مالک نہیں ہوتا ۹۔ اگرچہ مسافر اپنے وطن میں غنی ہو مگر سفر میں تنگدست ہو گیا ہو تو اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی یہ احکام طے شدہ ہیں لہٰذا ان کی پابندی کی جاوے (مسئلہ) زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خود ان میں سے ایک ہی کو زکوٰۃ دے یا سب مصارف میں خرچ کرے۔ ۱۱۔ جو کوئی کچھ کہہ دے بغیر تحقیق کئے مان لیتے ہیں (شان نزول)

يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا

اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں [1] اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی

مَآ آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا

ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا [2] اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے [3] اب دیتا ہے

اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّآ إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾

ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول [4] ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے جو محتاج اور نرے نادار ہوں اور جو اسے تحصیل کر

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ

کے لائیں [5] اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے [6] اور گردنیں چھوڑانے میں [7]

وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ

اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں [8] اور مسافر کو [9] یہ ٹھہرایا ہوا ہے

اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ

اللہ کا [10] اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی

النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں [11] تم فرماؤ تمہارے بھلے کیلئے

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ

کان ہیں [12] اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں [13] اور جو تم میں

آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ

مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں [14] اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں [15] انکے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ

دردناک عذاب ہے [16] تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں [17]

ع ۱۴

منافقین اپنی مجلسوں میں حضور کی شان میں بکواس بکا کرتے تھے۔ بعض بولے کہ اگر ہماری باتوں کی خبر حضور کو پہنچ گئی تو غضب ہو جاوے گا تو جلاس بن سوید بولا کہ کوئی حرج نہیں ہم حضور کے سامنے انکاری ہو جائیں گے اور قسم کھا جائیں گے وہ تو نرے کان ہیں ہر ایک بات مان لیتے ہیں ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری ۱۲۔ یعنی اے منافقو! ان کا ہر بات کی تحقیق نہ فرمانا تمہارے لئے بھلا ہے۔ اگر وہ راز فاش فرمانے کے عادی ہوتے تو تمہاری خیر نہ ہوتی۔ وہ تو پردہ پوش ہیں ۱۳۔ یعنی وہ اگرچہ ہر ایک کی بات پر خاموش ہو جاتے ہیں مگر یقین صرف مومن کی بات پر کرتے ہیں ان کی خاموشی بھی رحمت و خیر ہے ۱۴۔ حضور کی رحمت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے اور رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے لہٰذا یہ آیت رحمۃ للعالمین ہونے کے خلاف نہیں ۱۵۔ اپنے قول یا فعل یا کسی حرکت سے ۱۶۔ اس سے دو مسئلے

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا
اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے لے اگر ایمان رکھتے
مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ
تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ
وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ
اور اسکے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی
الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۳﴾ یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ
رسوائی ہے منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اتری
عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ
جو ان کے دلوں کی چھپی جتا دے لے تم فرماؤ
اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

ہنسے جاؤ لے اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے لے
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ
اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے لے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے
قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾
تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو
لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ
بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر لے اگر ہم تم میں سے کسی
عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا
کو معاف کریں لے تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ
مُجْرِمِیْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ
مجرم تھے منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے

(بقیہ صفحہ ۳۱۲) معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کام سے حضور کو ایذا ہو وہ حرام ہے' اگر کسی کی نماز سے حضور کو ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی وقت نماز قضا کرنے سے حضور راضی ہوں تو قضا کرنی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کفار کو ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور کو ایذا دینا اور ہے اور کسی کے کسی کام سے ایذا پہنچ جانا کچھ اور۔ ایذا دینا کفر ہے۔ ورنہ ہمارے گناہوں سے بھی حضور کو ایذا پہنچتی ہے مگر اس سے ہم کافر نہیں ہوتے۔ یا حضور کو ایذا دینے کے لئے گناہ کرنا کفر ہے۔ ۷ا۔ شان نزول یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو اکیلے میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر جھوٹی قسمیں کھا جاتے تھے کہ ہم نے ایسا نہ کیا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ نمبرا عبادات میں اللہ کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنی شرک نہیں ایمان کا کمال ہے۔

ا۔ حضور کے نام پر رب کی عبادت کرنا ثواب ہے جیسے حضور کے نام کی قربانی یا حج کرنا کہ یہ ان کی رضا کا ذریعہ ہے۔ حضور نے اپنی امت کے نام کی قربانی فرمائی تھی ۲۔ اس طرح کہ ان کے احکام کو ناحق جان کر خلاف کرے۔ لہٰذا اس سے وہ گنہگار مسلمان خارج ہیں جو اللہ رسول کے احکام کو حق جان کر اپنے کو گنہگار جانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اول چیز کفر ہے اور دوسری چیز کفر نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور رسوا ہونا کافروں کے لئے ہے' گنہگار مومن اگر دوزخ میں جائے گا تو عارضی طور پر صاف ہونے کے لئے۔ جیسے گندا سونا بھٹی میں رکھا جاتا ہے صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ بھٹی میں جاتا ہے وہاں ہی جلنے کے لئے۔ کفار دوزخ کے کوئلے ہیں اور گنہگار مسلمان گندا سونا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ادنیٰ مخالفت بھی کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت کا وہ ہی درجہ ہے جو اللہ کی مخالفت کا ہے۔ حضور کی مخالفت دینی یا دنیاوی امور میں سے کسی میں ہو کفر ہے ۴۔ خیال رہے کہ عَلَیْهِمْ، تُنَبِّئُهُمْ کی ضمیریں مسلمانوں کی طرف اور قُلُوْبِهِمْ کی ضمیر منافقوں کی طرف لوٹتی ہے۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا حضور پر اترنا گویا امت پر اترنا ہے کیونکہ قرآن سے امت کی ہدایت مقصود ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور تو منافقوں کو پہلے ہی سے جانتے ہیں منافقوں کی آیات اترنے سے مسلمان انہیں پہچان جائیں گے۔ اس لئے تنبئهم میں ضمیر جمع لائی گئی۔ تیسرے یہ کہ حضور پردہ پوش ہیں۔ منافقوں کو حتی الامکان رسوا نہیں فرماتے۔ قرآن ان بدنصیبوں کے راز فاش فرماتا ہے۔ ۵۔ اسلامی احکام پر یا اللہ رسول پر' اس سے مقصود منافقوں کو جھڑکنا ہے نہ کہ انہیں ہنسنے کی اجازت دینا ۶۔ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ آخر کار منافق بالکل رسوا کر دیئے گئے ۷۔ شان نزول۔ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ تیسرا خاموش تھا' مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا۔ حضور نے ان تینوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جا رہے تھے۔ اس پر آیت اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا کہ جو تنہائی میں باتیں کی جاویں حضور کو ان کی خبر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے حضور کی توہین کی تھی مگر فرمایا اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ یعنی حضور کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا مذاق اڑانا ہے۔ لہٰذا حضور

بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

پچھے بٹے ہیں ۱ برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں ۲ اور

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ

اپنی مٹھی بند رکھیں ۳ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بیشک

الْمُنٰفِقِينَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنٰفِقِينَ

منافق وہی پکے بے حکم ہیں ۴ اللہ نے منافق مردوں

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ

اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے

حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِينَ

وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور انکے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے ۵ جیسے وہ

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَ

جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور انکے مال اور اولاد تم سے

أَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

زیادہ تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ

جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم بیہودگی میں پڑے

كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

جیسے وہ پڑے تھے ان کے عمل اکارت گئے ۶ دنیا

وَالْآخِرَةِ ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ

اور آخرت میں ۷ اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں کیا انہیں اپنے سے

نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ

اگلوں کی خبر نہ آئی ۸ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود

وقف لازم

(بقیہ صفحہ ۳۱۳) کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزاء کو کفر قرار دیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا گستاخ مرتد ہے ۹۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان تین میں سے ایک خاموش رہنے والے کو توبہ نصیب ہوگی اور اس کی معافی ہو جائے گی اور باقی دو کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور وہ گرفتار عذاب ہوں گے۔ چنانچہ اس تیسرے نے سچی توبہ کی۔ ان کا نام یحیٰ ابن حمیر اشجعی تھا۔ یہ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی نعش کا پتہ نہ لگا۔ انہوں نے توبہ کر کے دعا کی تھی کہ مولا مجھے اپنی راہ میں ایسی شہادت نصیب کر کہ نہ مجھے غسل و کفن دینے والا کوئی ہو نہ دفن کرنے والا (خزائن العرفان) مولا اس کے طفیل مجھ گنہگار کو بھی بخش دے مجھ بدکار کو توبہ کی توفیق دے۔

۱۔ یعنی اصل نفاق میں سب یکساں ہیں اگرچہ بعض سردار ہیں اور بعض ماتحت لیکن ان میں سے مومن کوئی نہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اس سے وہابیہ کو عبرت چاہیے کہ وہ ہمیشہ کار خیر سے ہی روکتے ہیں۔ رب فرماتا ہے مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ وہابی کھیل تماشے روکنے پر زور نہیں دیتے ہیں جب روکتے ہیں تو اللہ رسول کے ذکر سے یا اچھی مجلسوں سے' اللہ سمجھ دے ۳۔ اس طرح کہ راہ خدا میں مال خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بزرگان دین کی فاتحہ وغیرہ سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ خرچ بھی راہ خدا میں خرچ ہے۔ ۴۔ فاسق سے مراد فاسق اعتقادی ہے یعنی کافر' نہ کہ فاسق عملی کہ وہ مسلمان ہوتا ہے۔ فسق کی تین قسمیں ہیں جن میں فسق اعتقادی بدترین قسم ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک منافق و کافر کا حکم ایک ہی ہے۔ شریعت میں منافقوں پر جہاد نہیں کیونکہ شریعت کے احکام ظاہر پر ہیں۔ ۶۔ جیسے قوم عاد و ثمود بہت زیادہ اور شہ زور تھے۔ مگر پیغمبر کی مخالفت نے ان کا بیڑہ غرق کر دیا۔ تم بھی اپنا انجام سوچ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی طاقت روحانی طاقت کے مقابلہ میں شکست کھاتی ہے۔ ستر ہزار جادوگر اکیلے موسیٰ علیہ السلام کے مقابل شکست کھا گئے تمام جہان کی طاقتیں پیغمبر تو کیا ایک ولی کی طاقت کے مقابل فیل ہیں۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضبطی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیاں پچھلے کفار کی طرح ہیں' تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ علت مشترکہ کی وجہ سے حکم مشترک کر دینا۔ رب فرماتا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۸۔ نیک اعمال کا دنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ مصیبتوں سے نجات' رزق میں وسعت ہر طرح کی عزت۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور آخرت میں بھی۔ یعنی رب کی بخشش وغیرہ۔ کافر کی نیکیوں کا نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے دم درود دعائیں تعویذ فائدہ مند نہیں ہوتے' برباد ہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تاریخ پڑھنا تاکہ عبرت اور سبق حاصل ہو بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ قرآن پاک میں بزرگوں اور کفار کے صحیح حالات اسی لئے بیان ہوئے۔ عرس بزرگان دین اور میلاد شریف کے جاری کرنے کا منشا بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کریمہ اور بزرگان دین کے صحیح حالات کا پتہ لگتا رہے۔ جس سے ان کے عقیدے اعمال

وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ

اور ابراہیم کی قوم ۱ اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ۲

اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا ۳

وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے ۴ اور مسلمان مرد

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ

اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں ۵ بھلائی کا

بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر

سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

عنقریب اللہ رحم کرے گا ۶ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۷ اللہ نے مسلمان

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے ۸ جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ

نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا ۹ بسنے کے باغوں میں

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع

اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ۱۰ یہی ہے بڑی مراد پانی ۱۱

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) ۱۲ جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر

وقف لازم

ع ۱۵

(بقیہ صفحہ ۳۱۴) درست ہوں۔

۱۔ یعنی نمرود اور اس کے متبعین جو باوجود اتنی قوت کے ایک مچھر سے ہلاک کر دیئے گئے وہ رب ابابیل سے فیل کو ہلاک کر سکتا ہے۔ ۲۔ یعنی قوم لوط کی پانچ بستیاں سدوم اور اس کے گرد کے گاؤں جو ایسے الٹے گئے کہ اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر۔ رب فرماتا ہے وَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا یہ قوم عاد و ثمود و لوط کی بستیاں اہل عرب کے سفروں میں راستہ پر پڑتی تھیں جن کے اجڑے ہوئے کھنڈر اس وقت تک موجود تھے جنہیں وہ دن رات دیکھتے تھے مگر غور نہ کرتے تھے انہیں غور کرنے کا حکم دیا گیا۔ ۳۔ اس طرح کہ بغیر جرم سزا دے یا جرم سے زیادہ عذاب بھیجے۔ خیال رہے کہ ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی چیز اس کی اجازت بغیر استعمال کرنی۔ یہ معنی رب تعالیٰ کے لئے بنتے ہی نہیں کیونکہ ہر چیز اس کی اپنی ملک ہے۔ لہٰذا رب کے متعلق ظلم کے یہ ہی معنی ہیں اور وہ اس سے پاک ہے ۴۔ ہر کافر ظالم ہے کیونکہ وہ رب کی ملک میں ناجائز تصرف کرتا ہے وہ خود اور ان کے مال و اولاد اللہ کی ملک ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ولی ہیں اور وہ جو فرمایا گیا کہ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ وہاں مراد ہے اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست و مددگار نہیں غرضیکہ وَلِيٌّ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہے اور ولی اللہ کچھ اور۔ یہ بھی خیال رہے کہ مومنوں کی یہ ولایت موت سے ٹوٹ نہیں جاتی بلکہ باقی رہتی ہے اس لئے بعد موت زندہ مومن مردوں کے لئے دعائیں اور ایصال ثواب کرتے ہیں رب فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ حضرت علی ہمیشہ حضور کی طرف سے قربانی کرتے تھے جو اس سے روکے وہ ایمانی کام نہیں کرتا ۶۔ اس طرح کہ دنیا میں انہیں شیطان سے بچاتا ہے۔ مرتے وقت ایمان کی سلامتی بخشتا ہے۔ قبر میں نور اور آسان جواب عطا فرماتا ہے۔ قیامت میں نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں عطا فرمائے گا میزان میں نیکیاں بھاری گناہ ہلکے فرما دے گا اور حساب قیامت آسان کرے گا۔ یہ پانچ عطائیں پانچ نمازوں کی برکت سے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے (روح البیان) ۷۔ کہ رب جسے دے اسے کوئی چھین نہیں سکتا اور جسے نہ دے اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ انبیاء و اولیاء اس کی بارگاہ میں دعا کر کے اس سے دلواتے ہیں۔ اس کے مقابل کوئی کچھ نہیں کر سکتا ۸۔ یہاں مومن سے وہ مومن مراد ہیں جنہیں ایمان پر خاتمہ نصیب ہو جاوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ مومن کے پاس نیک اعمال نہ ہوں۔ نیک اعمال تو اول ہی سے جنتی ہونے اور جنت کے بلند درجات پانے کا ذریعہ ہیں۔ گنہگار مومن آخر کار جنتی ہو گا۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کے لئے خاص ہے۔ مومن کے ناسمجھ بچے ماں باپ کے تابع ہیں ۹۔ جو موتی، سرخ یاقوت، زبرجد وغیرہ کے ہوں گے ان کی عمدگی ہماری عقل و وہم سے وراء ہے۔ ۱۰۔ یعنی جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت یہ ہو گی کہ اللہ جنتیوں سے راضی ہو گا۔ کبھی ان پر ناراض نہ ہو گا۔ محبوب کی رضا عاشق کے لئے بڑی نعمت ہے۔ خیال رہے کہ اللہ کی رضا اور اللہ کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہو گا یہ خاص عطیہ رب ہو گا دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سے اللہ کے نیک بندے راضی ہوں اور اسے نیک اعمال کی توفیق ملے۔ جب رب کسی سے راضی ہوتا ہے تو فرشتوں میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس سے راضی ہیں تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ اور تمام زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت پڑ جاتی ہے بزرگان دین کی طرف دلوں کا مائل ہونا ان کے محبوب الٰہی ہونے کی علامت ہے ۱۱۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) اللہ کی تھوڑی رضامندی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ اپنے کرم سے نصیب فرمائے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو نام لے کر نہ پکارے اچھے القاب سے پکارے جب رب تعالیٰ ان کو نام لے کر نہیں پکارتا تو ہم کس شمار میں ہیں' رب فرماتا ہے لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ۱

۱۔ یہاں کفار سے مراد حربی کفار ہیں اور کفار سے جہاد تلوار سے ہے منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے مسلمان پر نرم ہونا کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے عطا فرماتے ہیں کہ اس آیت سے تمام نرمی کرنے کی آیات منسوخ ہو گئیں (روح) ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھلے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں ۳۔ شان نزول۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے برے انجام کا ذکر فرمایا تو ایک شخص جلاس نے کہا کہ اگر حضور سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہوئے۔ عامر ابن قیس نے یہ خبر حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے جلاس سے پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دعا کی کہ مولا سچے کی تصدیق فرما دے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ اتری۔ روایت میں ہے کہ جلاس نے توبہ کر لی اور مخلص مومن بن گیا (خزائن العرفان) ۴۔ کہ حضور کی خبر میں شک کیا اور اسے اگر مگر سے بیان کیا ۵۔ یعنی ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد ظاہری کافر بھی ہو گئے کیونکہ منافقین درحقیقت تو پہلے ہی کافر تھے۔ جلاس نے عامر کے قتل کی کوشش کی مگر نہ کر سکا ۶۔ ظاہر ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ رسول قریب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرما دیتے ہیں جو انہیں فقیر کہے وہ بے ادب اور بدنصیب ہے اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی رب انہیں غنی کر چکا۔ دوسرے یہ کہ کسی کا اللہ رسول پر کچھ حق نہیں۔ انہوں نے جسے جو دیا اپنے فضل سے دیا رب کی مخلوق ان کے در کی بھکاری ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نعمتیں دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ بے ایمان اللہ رسول کی نعمتیں پا کر سرکش ہو جاتے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار ہونا کفار' منافقین کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ نے مومن کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ثعلبہ ابن حاطب کے متعلق نازل ہوئی جو پہلے غریب تھا۔ حضور سے عرض کیا کہ میری امیری کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا تیرے لئے غریبی ہی اچھی ہے اس نے قسم کھا کر کہا کہ اگر میں امیر ہو جاؤں تو بہت شکریہ ادا کروں گا حضور نے دعا فرما دی۔ اللہ نے اس کی بکریوں میں ایسی برکت دی کہ مدینہ میں نہ رہ سکیں۔ ثعلبہ انہیں لے کر جنگل میں چلا گیا۔ جماعت کی نماز سے محروم ہو گیا پھر زکوٰۃ سے انکاری ہو گیا اور جب حضور کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے اس کی زکوٰۃ لینے اس کے پاس گئے تو بولا زکوٰۃ کیا بھاری ٹیکس ہے جاؤ میں سوچ لوں تو دوں گا۔ اس کی یہ شکایت حضور کی بارگاہ میں پیش ہوئی پھر وہ زکوٰۃ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا مگر حضور نے قبول نہ فرمائی۔ عہد صدیقی و فاروقی میں زکوٰۃ لایا قبول نہ ہوئی۔ خلافت عثمانی میں کافر ہو کر مرا۔

عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

سختی کرو ۱ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ۲

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا ۳ اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی

الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا

بات کہی ۴ اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے ۵ اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ

لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ

ملا ۶ اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل

رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ

سے غنی کر دیا ۷ تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے

وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي

اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ

اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا

وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ

اور نہ مددگار ۸ اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا

فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

کر پلٹ گئے ۹ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا

إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ

اس دن تک کہ اس سے ملیں گے لے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا

وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿٧٧﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی

سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٧٨﴾ الَّذِينَ

اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے ۳ اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے وہ

يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ

جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں ۴

وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ

اور ان کو جو نہیں پاتے ۵ مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں ۶

مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے ۷

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ

تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار

لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ

ان کی معافی چاہو گے ۸ تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا ۹ یہ اس

بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے ۱۰ اور اللہ فاسقوں

الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ

کو راہ نہیں دیتا ۱۱ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے

خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا

کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے ۱۲ اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ ۱۳ اپنے مال

ع ۱۶

ا۔ یعنی وقت موت تک کیونکہ موت کے بعد عالم برزخ میں نہ کوئی کافر رہے گا نہ منافق سب ایمان لے آئیں گے اگرچہ وہ ایمان قبول نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثعلبہ کا نفاق پر مرنا قطعی اور یقینی ہے۔ اس کا بار بار زکوٰۃ لے کر حاضر ہونا بھی نفاق کے طور پر تھا نہ کہ اخلاص کی بنا پر اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے کرام نے وہ مال قبول نہ فرمایا۔ اگر توبہ کے طور پر ہوتا تو ضرور قبول ہو جاتا کہ توبہ کفر کی بھی قبول ہو جاتی ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ کبھی بعض گناہ بد عقیدگی تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ غریبی میں خدا کو یاد کرنا اور امیری میں بھول جانا یا اپنی نذر اور وعدے پورے نہ کرنے منافقت کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا بڑا عذاب یہ ہے کہ ایمان و تقوٰی سے محروم ہو جاوے دنیاوی تکالیف تو کبھی اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے وعدہ کرنا اللہ سے وعدہ کرنا ہے کیونکہ اس نے حضور سے وعدہ کیا تھا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور کے دروازے کا نکالا ہوا کہیں امن نہیں پاتا۔ ۴۔ ایک دفعہ حضور نے مسلمانوں کو صدقے کی رغبت دی بعض صحابہ بہت مال لائے۔ انہیں منافقوں نے ریا کار کہا۔ بعض تھوڑا مال لائے انہیں کہا خدا کو اتنے مال کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۵۔ اس آیت سے موجودہ روافض کو عبرت پکڑنی چاہیے جو صحابہ کرام کی ہر عبادت کو نفاق یا دکھلاوے پر محمول کرتے ہیں صحابہ پر طعن کرنا منافق کا کام ہے ۶۔ چنانچہ ابو عقیل انصاری اس موقعہ پر صرف ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات تمام شب میں نے پانی کھینچ کر دو صاع کھجوریں حاصل کیں۔ ایک صاع گھر رکھ آیا ہوں اور ایک صاع حضور کی بارگاہ میں لایا ہوں، حضور نے نہایت خوشی سے قبول فرمائیں معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی بلکہ دلوں کا خلوص دیکھا جاتا ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ صالح بندوں کا مذاق اڑانا' انہیں الزام لگانا' رب سے مقابلہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا بدلہ لیتا ہے۔ ۸۔ اس وقت تک منافقوں کے لئے دعا مغفرت کرنی ممنوع نہ تھی۔ پھر منع فرما دیا گیا۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا یہاں ستر سے عدد مراد نہیں بلکہ بہت زیادہ مراد ہے۔ ۹۔ اس نہ بخشنے کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے کہ وہ اللہ رسول کے منکر ہیں اور جو ان کا منکر ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اپنی رحمت عامہ کی بنا پر دعا بھی کر دیں' تب بھی رب نہیں بخشتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ رسول کے دشمن جنت میں جائیں۔ اس نہ بخشنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے۔ محبوب کا حسن بے اختیاری ہے مگر محب کی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے دشمن نہ بخشے جاویں نیز دعا کرانے میں اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو کسی کی دعائے مغفرت فائدہ نہیں دیتی۔ اس کی بخشش ناممکن ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے صحابہ کا انکار' ان کا مذاق اڑانا' حضور کا انکار ہے اور حضور کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ ان منافقوں نے صحابہ کا مذاق اڑایا تھا جس کو رب نے كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قرار دیا۔ ۱۱۔ پھر اس کے بعد منافقین نے حضور سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرما دیں تب یہ پوری آیت اتری۔ علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی توبہ عند القاضی قبول نہیں (در مختار) ممکن ہے کہ یہ آیت اس مسئلے کی اشارۃ" دلیل بن جاوے ۱۲۔ اور غزوہ تبوک میں نہ گئے بہانے بنا کر بیٹھ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر فخر کرنا کفر ہے اور حضور کی ساتھ ان کی راحت و تکلیف میں شریک نہ ہونا مومن کی شان سے بعید ہے جیسے کہ حضور کی خوشی پر خوشی منانا

(بقیہ صفحہ ۳۱۷) ایمان کار کن ہے فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے نیک اعمال پر دلیری پیدا ہوتی ہے اور کفر و نفاق کی وجہ سے کم ہمتی پیدا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ منافق پر عشاء اور فجر کی نمازیں بہت بھاری ہیں۔ رب فرماتا ہے فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى جس کو گناہ آسان معلوم ہوں نیک کام بھاری۔ سمجھو اس کے دل میں نفاق ہے رب تعالیٰ محفوظ رکھے۔

۱۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر موسم بہت گرم تھا۔ اور وہ جگہ بھی بہت گرم تھی زمان و زمین کی گرمی جمع ہو گئی تب ان لوگوں نے یہ کہا ۲۔ دوزخ کی آگ کسی چیز سے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۗ

اس گرمی میں نہ نکلو ۱ تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے ۲

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا

کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت

كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ

روئیں ۳ بدلہ اس کا جو کماتے تھے پھر اے محبوب اگر اللہ تمہیں

اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ

ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کیلئے نکلنے

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ

کی اجازت مانگے ۴ تو تم فرمانا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی

عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

دشمن سے نہ لڑو ۵ تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ

تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۶ اور ان میں سے کسی کی میت پر

مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا

کبھی نماز نہ پڑھنا ۷ اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ

اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے ۸ اور ان کے مال

اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ

یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر

نہیں بجھ سکتی سوا دو چیزوں کے' مومن کی آنکھ کے آنسو جو خوف الٰہی یا عشق مصطفوی میں بہے مومن کے جسم کا گرد و غبار جو راہ الٰہی طے کرنے میں پڑے جیسے جہاد' یا طلب علم' حج وغیرہ کے سفر میں۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس غزوہ تبوک کے موقعہ پر ابو خیثمہ نے سفر سے دوپہر کے وقت واپس آ کے دیکھا کہ ان کے باغ میں ٹھنڈا پانی' گرم روٹی' خوبصورت بیویاں حاضر ہیں۔ فرمایا کہ انصاف کے خلاف ہے کہ حضور تبوک کے تپتے ہوئے رہتے میں ہوں اور میں باغ میں ٹھنڈا پانی اور گرم روٹیاں استعمال کروں۔ گھر میں نہ گھسے اسی حالت میں تلوار لے کر چل پڑے اور حضور کے قدموں میں پہنچ گئے۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے صدقے میں ہم جیسے لاکھوں گنہگار بخشے جائیں گے ۳۔ یہ دونوں امر' معنی خبر ہیں یعنی منافقین دنیا میں تھوڑا ہنسیں گے اور آخرت میں زیادہ روئیں گے کیونکہ مسلمانوں کی تکلیف پر ہنسنا سخت گناہ ہے اس کے لئے امر کیسے آ سکتا ہے۔ دوزخی ہزاروں سال آنسوؤں سے پھر خون سے روئیں گے پھر روئیں گے حتی کہ آنکھیں خشک ہوں گی ۴۔ یعنی اب جو آپ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچیں گے تو منافقین دھوکہ دہی کے لئے کہیں گے کہ حضور ہم کو اجازت دیں کہ آئندہ جہاد میں آپ کے ہمراہ چلیں۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ وہ ایسا کہیں گے لیکن اگر مگر سے بیان فرمایا گیا ۵۔ یہ خبر' معنی ممانعت ہے یعنی اب تم کو آئندہ جہاد میں شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بے دینوں سے علیحدہ رہنا چاہیے اگرچہ وہ اپنے کو مسلمان ہی کہیں۔ ہر کلمہ گو مسلمان نہیں' منافق کلمہ گو تھے مگر انہیں جہاد میں شرکت سے روک دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ بے دینوں کو مسلمان اپنی مساجد میں نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں جیسے کہ منافقوں کو جہاد سے روک دیا گیا حالانکہ نماز کی طرح جہاد بھی عبادت ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی منافقین پر ظاہری کفار کے احکام بھی جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ ان منافقوں کو زمانہ نبوی میں مسجدوں سے نہ روکنا ظاہری اسلام کا حکم تھا اور انہیں جہاد سے روکنا ان کے باطنی کفر کا حکم ۶۔ یعنی چونکہ تم نے غزوہ تبوک سے بیٹھ رہنا پسند کیا تو اب ہمیشہ بیٹھے ہی رہو۔ تمہیں کسی جہاد میں جانے کی اجازت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا چمگادڑ سورج سے نور نہیں لے سکتا اور فیض اٹھانے والے بقدر وسعت ظرف فیض لیتے ہیں بجلی کی پاور یکساں ہی آتی ہے مگر قمقمے اتنا ہی نور لیتے ہیں جتنا ان کا اپنا ظرف ہوتا ہے حضور کی صحبت یکساں تھی مگر صدیق و فاروق وغیرہما رضی اللہ عنہم کے ظرف مختلف تھے ۷۔ اس آیت سے نماز جنازہ کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ کافروں کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور کو آمنہ خاتون کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی۔ لہٰذا وہ مومنہ تھیں۔ ہاں ان کی مغفرت کی دعا سے روکا

بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

وبال کرے له اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ؎

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا

اور جب کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول

مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا

کے ہمراہ جہاد کرو تو ان کے مقدور والے تم سے رخصت مانگتے ہیں ؎ اور کہتے ہیں

ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ

ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کیساتھ ہولیں ؎ انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی

الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

عورتوں کیساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ؎ تو وہ کچھ نہیں سمجھتے

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا

لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے ؎ انہوں نے اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫

مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں ؎

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ

اور یہی مراد کو پہنچے اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ

یہی بڑی مراد ملنی ہے ؎ اور بہانے بنانے والے گنوار آئے ؎

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ

کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے

(بقیہ صفحہ ۳۱۸) کیونکہ وہ بے گناہ تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے ۸۔ شان نزول۔ عبداللہ ابن ابی منافق جب مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے حضور سے عرض کیا کہ حضور اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص اس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر گیا تھا اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ سے منع بھی نہیں کیا گیا تھا۔ نیز حضور کو یہ خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے۔ حضرت عمر نے اس کے خلاف رائے دی مگر حضور نے اس کی میت کو اپنی قمیص بھی دے دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر ایسا مردود بھی حضور کے لباس سے برکت چاہتا ہے' ایمان لے آئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے تبرکات قمیص' لعاب شریف وغیرہ قبر میں بھی مومن کے کام آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کافر منافق کو کوئی تبرک آخرت میں فائدہ نہیں دے گا۔ تیسرے یہ کہ مردے کے کفن میں یا قبر میں متبرک چیزیں رکھنا تا کہ قبر کا عذاب دفع ہو جائز بلکہ سنت ہے چوتھے یہ کہ اس خوف سے کہ یہ متبرک چیزیں مردے کی آلائش سے خراب ہوں گی چیزیں رکھنا نہ چھوڑے۔ آب زمزم پیتے ہیں اور معلوم ہے کہ پیٹ میں جا کر پیشاب بن جاتا ہے۔ غرضیکہ اس آیت و حدیث سے مردے کو کفنی دینا اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت ہے ۱۔ کہ ان چیزوں میں ایسے مشغول ہو جائیں کہ رب کی یاد نہ کر سکیں معلوم ہوا کہ جو مال و اولاد رب کی یاد سے روکے وہ باطل ہے۔ ۲۔ یعنی مرتے وقت تک ان چیزوں کی مشغولیت انہیں رب کی طرف متوجہ نہ ہونے دے' رب کی پناہ ۳۔ بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ ایمان کے بعد جہاد کا درجہ ہے اور جہاد اعلیٰ درجے کی عبادت ہے کہ رب نے اسے ایمان کے بعد ذکر فرمایا۔ مگر حق یہ ہے کہ نماز سب سے اعلیٰ درجے والی عبادت ہے کہ جہاد اس کے قائم کرنے کے لئے ہے۔ یہ آیت اس خصوصی موقعہ کے لحاظ سے ہے جب جہاد کی سخت ضرورت تھی ۴۔ معلوم ہوا کہ مجبور لوگوں کا اجازت لے کر رہ جانا منع نہیں ۵۔ وہ بچے' عورتیں' بیمار' ناچار لوگ جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں' ان کے ساتھ ہمیں بیٹھے رہنے کی اجازت دے دیں۔ ۶۔ کہ آئندہ بھی ایمان نہ لا سکیں گے اور یہ مہران کے کفر و نفاق کے باعث ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بعض بدعملیاں دل پر کفر کی مہر لگ جانے کا باعث ہوتی ہیں ۷۔ یہاں معیت سے زمانے اور کیفیت کی معیت مراد نہیں ہے کیونکہ حضور کا ایمان تمام خلق کے ایمان سے پہلے ہے اور سب کے ایمان سے اعلیٰ ہے۔ صرف موافقت ایمان مراد ہے۔ یعنی اس طرح اخلاص و جذبہ سے ایمان لائے جیسے ہمارے حبیب ایمان لائے ہیں۔ بلقیس نے کہا تھا۔ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ معلوم ہوا کہ حضور ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان کے موافق ہو صحیح ہے جو خلاف ہو باطل ہے ۸۔ دنیا کی بھلائیاں' قبر کی بھلائیاں' آخرت کی بھلائیاں سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد کے مال و اعمال میں برکت ہوتی ہے اور قبر کے حساب و عذاب و وحشت اور نزع کی شدت سے امن ملتا ہے اور آخرت میں درجات نصیب ہوتے ہیں۔ سیدنا زبیر ابن عوام کے مال کی برکت کا یہ حال تھا کہ ان کی شہادت کے بعد ان کے تہائی مال سے وصیت پوری کی گئی۔ پھر آٹھواں حصہ ان کی چار بیویوں میں تقسیم ہوا تو ہر ایک کو دو دو لاکھ ملے ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت کی اور وہاں کی تمام نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ تمام اپنے مستحقین کے نام پر لگائی جا چکی ہیں۔ اس لئے حضور نے معراج میں جنت کی سیر فرمائی اور اپنے

(بقیہ صفحہ ۳۱۹) غلاموں کے مکانات' باغات دیکھے۔ تیسرے یہ کہ جنتی اپنی اپنی جنت کے پورے پورے مالک ہوں گے۔ وہاں صرف مہمان کی طرح غیر مالک نہ ہوں گے۔ ہاں مہمانوں کی سی خاطر ہوگی۔ ۱۰۔ یعنی عامر ابن طفیل اور اس کی جماعت کے لوگ جو غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں گئے تو قبیلہ بنی طے کے لوگ ہمارے گھر بار لوٹ لیں گے۔ سرکار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا اور مجھے میرے رب نے تمہارے حال کی خبر دے دی ہے۔ ان لوگوں نے یہ جھوٹ بولا تھا۔

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا تھا[۱] جلد ان میں کے کافروں کو[۲]

مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا

دردناک عذاب پہنچے گا ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں[۳] اور نہ

عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا

بیماروں پر اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور

يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى

نہ ہو[۴] جب کہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ رہیں[۵] نیکی

الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾

والوں پر کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ

اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ[۶] تم

لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ

سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں[۷] اس پر یوں واپس

مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ؕ ﴿۹۲﴾

جائیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا[۸]

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ

مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ

اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ

دولتمند ہیں[۹] انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں[۱۰] اور اللہ نے

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جھوٹ بولنا اللہ سے جھوٹ بولنا ہے کیونکہ ان بدنصیبوں نے حضور سے جھوٹ بولا۔ رب نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹ بولا۔ ۲۔ یعنی ان منافقوں میں سے جو کھلے کافر بن جاویں' انہیں دنیا میں قتل و غارت کا عذاب ہو گا یا ان منافقوں میں سے جو آخر دم تک کفر پر قائم رہیں' انہیں آخرت کا دردناک عذاب ہو گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے منافق باطنی طور پر کافر تھے ۳۔ جھوٹے عذر داروں کے بعد صحیح معذوروں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ ہیں بڈھے بیمار اور وہ تنگدست جن کے پاس سامان جہاد نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں پر وہ سفر والا جہاد فرض نہ تھا ۴۔ بعض نادار صحابہ نے حضور سے درخواست کی تھی کہ ہم کو سواریاں عنایت ہو جاویں تاکہ ہم بھی جہاد میں شرکت کر سکیں۔ سرکار کے پاس فالتو سواریاں نہ تھیں تو وہ روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی ضرورت پوری کرنے کو مانگنا جائز ہے۔ لہٰذا نادار طالب علم بقدر ضرورت مانگ سکتا ہے۔ جہاد کی طرح علم دین سیکھنا بھی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خیرات کرنا چاہیے کیونکہ صحابہ کے پاس خود اپنے جہاد میں جانے کے لئے سواریاں تھیں جو ان فقراء کو نہ دیں۔ تیسرے یہ کہ جس جہاد میں سفر کرنا پڑے اس کے فرض ہونے کے لئے سواری شرط ہے جیسے حج کہ ہر مکہ والے پر فرض ہے مگر باہر والے صرف مالداروں پر فرض ہے غریبوں پر نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کی خیر خواہی رب تعالیٰ کی خیر خواہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیکی نہ کر سکے مگر نیکوں کا دل سے خیر خواہ رہے تب بھی انشاء اللہ نیکوں میں شمار ہو گا۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ مجبور مسلمان جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں وہ مدینہ میں رہ کر اللہ رسول کی خیر خواہی میں مجاہدین کے بچوں کی خدمت کریں ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سے بھیک مانگنا مومن کے لئے عزت ہے دوسرے یہ کہ نیکی نہ کر سکنے پر افسوس کرنا عبادت ہے۔ ۷۔ شان نزول۔ بعض صحابہ جہاد میں جانے کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور سے سواری مانگی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں تمہیں سواری کیسے عطا فرمائی جاوے۔ وہ لوگ روتے ہوئے واپس ہوئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان لوگوں پر جہاد میں شرکت نہ کرنے پر کچھ عتاب نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں لااجد فرمانا معذرت کے لئے ہے سائل کو رد کرنے کے لئے نہیں۔ حضور کی زبان پر رد کرنے کے لئے کبھی لا نہ آیا (حدیث) یہ بھی خیال رہے کہ یہاں لااجد فرمانا ظاہری اعتبار سے ہے۔ ورنہ حضور خزانہ الٰہیہ کے مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اس معذرت میں امت کو معذرت کرنے کی تعلیم ہے۔ لہٰذا دیوبندی وہابی اس سے سند نہیں پکڑ سکتے ۸۔ اس سے

بقیہ صفحہ ۹۶۲ پر